ابنِ صفی

جلد نمبر 25

جاسوسی دنیا

76- وبائی ہیجان

77- اونچا شکار

78- آوارہ شہزادہ

جاسوسی دنیا نمبر 78

آوارہ شہزادہ

(مکمل ناول)

پیشرس

آوارہ شہزادہ کی کہانی حاضر ہے.... کہانی میں نیا پن بھی آپ کو مل جائے گا لیکن تھیم نیا نہیں ہے۔ نئے تھیم آئیں بھی کہاں سے.... جو کچھ عام طور پر ہوتا رہتا ہے۔ اسی سے کہانیاں بھی مرتب کی جاتی ہیں.... اور ایک ہی بات ہزار طرح سے کہی جاتی ہے۔ بس کہنے کا اندازہ ہی سب کچھ ہوتا ہے۔ اگر ایک ہی بات یکساں انداز میں دس بار دہرائی جائے تو آپ بور ہو جائیں گے۔ لیکن اگر کہنے کا انداز بدلتا رہے تو آپ کو پسند بھی آئے گی اور نئی بھی معلوم ہو گی.... مثال کے طور پر اگر کوئی بیمار متواتر کراہ رہا ہو... "ہائے میں مرا.... ہائے میں مرا۔" تو آپ شدت سے بور ہوں گے۔ لیکن اگر اچانک کہہ اٹھے "ہائے تیمار دار بھی مرے۔" تو آپ بیساختہ ہنس پڑیں گے۔ بات تو ایک ہی ہوئی یعنی مریض کی تکلیف جس کا اظہار وہ پہلے سیدھے سادے الفاظ میں کر رہا تھا اور آپ بور ہو رہے تھے تو کہنے کا مطلب یہ کہ بات کہنے کا انداز بدلتا رہنا چاہیئے۔

ادھر بہت دنوں سے عمران سیریز کے خاص نمبر کا تقاضا جاری ہے.... لیکن میرا وہی حال کہ "ہائے میں مرا" نہیں گھبرائیے نہیں نہ میں مریض ہوں اور نہ آپ تیمار دار! اس لئے میں خدانخواستہ اس بات میں نیاپن پیدا کرنے کی کوشش نہیں کروں گا.... گذارش یہ ہے کہ عمران سیریز کا خاص نمبر بھی جلد ہی پیش کیا جائے گا۔ مگر جاسوسی دنیا کے خاص نمبر کے بعد....!

آوارہ شہزادہ کے بعد جاسوسی دنیا کا خاص نمبر "چاندنی کا دھواں" پیش کر رہا ہوں۔ کوشش یہی ہے کہ یہ بہتر سے بہتر ہو.... آپ کی خواہش کے مطابق اس میں کچھ تھوڑا سا "طلسم ہوشربائی" عنصر بھی ہو گا، جسے آپ سائنس فکشن کہتے ہیں اور میرا کوئی ایسا ناول پڑھنے کے بعد مجھے یہ ضرور لکھتے ہیں کہ "ہاں.... یہ تھا زوردار"

پچھلا ناول "اونچا شکار" آپ کو پسند آیا۔ اس کے لئے شکریہ قبول فرمایئے۔ جی ہاں بس! ہر کہانی کا اپنا مقدر ہوتا ہے اور وہ مقدر سو فیصدی میرے موڈ سے وابستہ ہے۔ اگر کہانی اچھے موڈ میں شروع کی تو مقدر بن گیا! ورنہ خیر اب ایسا بھی نہیں ہے کہ میری کوئی کہانی بالکل ہی چوپٹ گئی ہو! کچھ نہ کچھ تو ہو تا ہی ہے، اس میں جس کا اعتراف آپ کو بھی ہے۔"

اب کہانی شروع کیجئے....!

ابنِ صفی

۲۰ر اگست ۱۹۵۸ء

خود کشی

بادلوں کی گرج سے شہر کی اونچی عمارتیں تھرا رہی تھیں۔

بارش شام سے اب تک نہیں تھمی تھی۔ کبھی کبھی زور ضرور کم ہو جاتا تھا لیکن پھر یک بیک بجلیاں کوندتیں بادل گرجتے اور پھر وہی موسلا دھار۔

لیڈی داؤد نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔ ایسے موسم میں بھی اس کا حسین چہرہ کملایا ہوا تھا اور وہ اپنی عمر سے دس سال زیادہ کی معلوم ہو رہی تھی۔ بائیس سال کی عمر ایسی نہیں ہوتی کہ آنکھیں ویران ہو کر رہ جائیں۔ ان میں جوانی کی ہلکی سی پرچھائیں بھی نہ نظر آئے۔

پھر وہ میز کی طرف پلٹ آئی.... اور اس چھوٹی سی مشین کو گھورنے لگی جس کے لیبل پر سرخ حروف میں "زہر" لکھا ہوا تھا۔

وہ دو گھنٹے سے سر داؤد کی منتظر تھی اور یہ دو گھنٹے اس نے اسی طرح گذارے تھے۔ کبھی بالکنی میں جاتی اور کبھی میز کی طرف واپس آکر اس شیشی کو گھورنے لگتی.... یہ دو گھنٹے اسے ایسے ہی تھے جیسے بیس سال گذر گئے ہوں.... اس کے چہرے پر بھی کم از کم بیس ہی سال کی تھکن نظر آ رہی تھی۔

اسے آج کی رات ہر حال میں مر جانا تھا۔ وہ دوسری صبح نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ لیکن اس کی خواہش تھی کہ مرنے سے پہلے سر داؤد سے ضرور گفتگو کرے اور یہ گفتگو اس کی ایک سالہ بچی ناہید کے علاوہ اور کسی کے متعلق نہ ہوتی، جو برابر والے کمرے میں سو رہی تھی۔

لیڈی داؤد کے ذہن میں اس وقت ناہید اور زہر کی شیشی کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا... ایک کے مستقبل کی اسے فکر تھی اور دوسری خود اس پر مستقبل کے دروازے بند کرنے والی تھی... دونوں ہی اہم تھیں۔

اس نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ گیارہ بج رہے تھے۔ سر داؤد کی واپسی عموماً کافی رات گئے ہ کرتی تھی۔ وہ پچاس سے تجاوز کر چکا تھا لیکن شادی کو صرف تین سال ہوئے تھے۔ یعنی یہ پہلی ب لیڈی داؤد تھی۔ گھر سے اتنی رات گئے تک باہر رہنے کا یہ مطلب نہیں تھا کہ اسے لیڈی داؤد سے دلچسپی نہیں تھی۔ اس پر تو وہ جان دیتا تھا۔ حقیقتاً یہ کاروبار کا معاملہ تھا۔ شہر میں اس کے تین بہ بڑے بڑے ہوٹل تھے جس کے روزانہ کے حسابات کی جانچ پڑتال میں اسے کافی دیر ہو جاتی تھی .... ویسے ان ہوٹلوں کے علاوہ بھی مختلف قسم کے کاروبار تھے۔ لیکن وہ ان ہوٹلوں میں ذاتی طو پر دلچسپی لیتا تھا۔

لیڈی داؤد کی ذہنی رو، اب سر داؤد کی طرف مڑ گئی تھی۔ وہ کیا سوچے گا.... وہ کیا کرے گا.... اس کا کیا حشر ہوگا! اس بڑھاپے میں بھی وہ کسی ننھے سے بچے کی طرح اس کی نظر التفات منتظر رہتا تھا۔ کچھ بھی ہو.... کچھ بھی ہو۔ اسے مرنا ہی پڑے گا۔

اچانک برابر والے کمرے میں ناہید چیخ کر روئی.... پہلے تو لیڈی داؤد بیتابانہ انداز دروازے کی طرف جھپٹی، مگر پھر یک بیک ٹھٹک گئی۔ وہ اس وقت بچی کے قریب نہیں جانا چا تھی.... اگر وہ اپنے ننھے منے ہاتھ اس کی طرف پھیلا دے تو کیا ہوگا.... ہوسکتا ہے کہ اس قدم ڈگمگا جائیں.... نہیں نہیں وہ اس کمرے میں سر داؤد کا انتظار کرے گی۔

ناہید کی آواز کے ساتھ ہی اس کی نرس میریا کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔ شائد وہ ا تھپک رہی تھی جب وہ روتی ہے.... جب وہ روتی ہے.... لیڈی داؤد کے ذہن میں ناہید کے ننھے ہونٹ ابھر آئے۔ رونے کے لئے مخصوص انداز میں سکڑے ہوئے ہونٹ.... اس کا ٹکڑے ٹکڑے ہونے لگا اور وہ خود بھی پھوٹ پڑی.... پھر وہ اس طرح دھاڑیں مار مار کر روئی

کہ میری بچی کو چھوڑ کر اس کے کمرے میں چلی آئی تھی۔

دوسری صبح کرنل فریدی ناشتے کی میز پر پہنچا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے حمید کو کال ریسیو کرنے کا اشارہ کیا.... حمید اٹھا تو تھا مگر حلوے کی پلیٹ بھی اس کے ساتھ ہی فون والے کمرے میں چلی گئی۔

اور پھر جب وہ وہاں سے واپس آیا تو اس کا منہ کھلا ہوا تھا اور حلوے سے دونوں ہونٹوں کی درمیانی خلاء پر نظر آرہی تھی۔

پلیٹ میز پر رکھ کر اس نے سارا حلوہ ایک ہی بار حلق سے اتارنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "ڈڈ.... ڈی۔ آئی۔ جی صاحب۔"

فریدی سینڈوچ ہاتھ سے رکھ کر اٹھ گیا۔

دوسری طرف ڈی۔ آئی۔ جی ہی تھا۔

"دیکھو بھئی۔" وہ جلدی جلدی کہہ رہا تھا۔ "تمہیں بذات خود تفتیش کرنی ہے۔ پچھلی رات لیڈی داؤد نے خود کشی کرلی۔ حالات ایسے ہیں کہ اسے کسی گھریلو جھگڑے کا نتیجہ نہیں کہا جاسکتا۔"

"لیڈی داؤد....!" فریدی نے کہا۔ "میں یہ نام سن چکا ہوں۔ غالباً سر داؤد وہی ہیں جن کا ہوٹل دی فرانس ہے۔"

"وہی.... وہی....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "پچھلی رات وہ اپنے ایک ہوٹل میں حسابات کی دیکھ بھال کررہے تھے.... غالباً ہوٹل دی فرانس ہی کی بات ہے.... ساڑھے گیارہ بجے کسی نے فون پر انہیں اطلاع دی کہ لیڈی داؤد کچھ دیر پہلے ڈی لکس میڈیکل اسٹور میں زہر خریدنے آئی تھیں۔ منیجر نے ان سے معذرت طلب کرتے ہوئے انہیں بتایا کہ زہر کے لئے انہیں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا اجازت نامہ پیش کرنا پڑے گا۔ پھر منیجر کسی کام سے اندر چلا گیا اور لیڈی داؤد نے ایک سیلز مین کو پچاس روپے بطور رشوت دے کر زہر حاصل ہی کرلیا۔ یہ بات منیجر کے علم میں اس وقت آئی جب لیڈی داؤد کی کار حرکت میں آگئی تھی۔ فون پر گفتگو کرنے والے نے خود کو میڈیکل اسٹور کا مالک ظاہر کیا تھا اور کہا تھا کہ اگر زہر پوری مقدار میں واپس نہ کیا گیا تو

وہ پولیس کو اس کی اطلاع دیدے گا۔ اس اطلاع پر سر داؤد بڑی بدحواسی کے عالم میں گھر پہنچے۔ لیڈی داؤد سے پہلے نرس میریا سے ملاقات ہوئی اس نے انہیں بتایا کہ لیڈی داؤد اپنی خواب گاہ میں رو رہی ہیں۔ وہ ان کے کمرے میں گئی تھی لیکن انہوں نے ڈانٹ کر بھگا دیا۔ سر داؤد دوڑتے ہوئے اوپری منزل پر پہنچے، جہاں خواب گاہ تھی، جیسے ہی وہ خواب گاہ میں پہنچے لیڈی داؤد کے ہاتھوں سے گلاس چھوٹ گیا۔ لیڈی داؤد کے حلق سے ایک چیخ بھی نکلی تھی اور پھر وہ کچھ کہے بغیر بالکنی کی طرف دوڑی تھیں اور نیچے چھلانگ لگادی تھی۔ پھر وہ دو گھنٹے تک زندہ رہیں لیکن پولیس کو بیان نہیں دے سکی تھیں۔"

"یہ سر داؤد کا بیان ہے۔" فریدی نے پوچھا۔

"ہاں سر داؤد کا بیان ہے۔"

"لیکن آپ کو اس کی صحت میں شبہ ہے۔"

"سر داؤد سے میرے دوستانہ تعلقات ہیں۔" ڈی۔ آئی۔ جی نے کہا۔ "وہ ایک اچھا آدمی ہے! بیان میں مجھے کوئی شبہ نہیں ہے، لیکن پولیس کی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ لیڈی داؤد نہ تو ڈی۔ لکس میڈیکل ہال میں گئی تھیں اور نہ اس کا منیجر انہیں پہچانتا تھا۔ میڈیکل ہال کے مالک نے بھی اسے تسلیم نہیں کیا کہ اس نے کسی ایسے واقعہ کی اطلاع سر داؤد کو فون پر دی تھی۔"

فریدی نے اپنے سر کو خفیف سی جنبش دی! اس کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئی تھیں۔

"لیڈی داؤد اس وقت زہر ہی پینے جا رہی تھیں، جب سر داؤد کمرے میں داخل ہوئے تھے۔" اس نے پوچھا۔

"ہاں یہی سچویشن تھی۔" ڈی۔ آئی۔ جی نے جواب دیا۔ "جس کا یہی مطلب ہو سکتا ہے۔ گلاس ہاتھ سے چھوٹ جانے پر بھی وہ خودکشی کا خیال دل سے نہیں نکال سکی تھیں! وہ طے کر چکی تھیں کہ انہیں ہر حال میں مرجانا ہے، اس لئے انہوں نے ایک ذریعہ ختم ہوتے دیکھ کر نیچے چھلانگ لگادی۔"

"لاش کہاں ہے۔"

"وہ تو پوسٹمارٹم کے لئے جاچکی ہے۔"

"ہدایت کر دیجئے کہ پوسٹمارٹم کی رپورٹ جلد از جلد میرے پاس بھیج دی جائے۔"

"ایسا ہی ہو گا۔"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

فریدی نے ناشتے کی میز پر اس کا تذکرہ چھیڑ دیا اور حمید اس طرح منہ بنائے سنتا رہا جیسے ناشتہ میں اسے کچے شلجم چبانے پر مجبور کیا گیا ہو۔

"اس جوڑے کو کبھی دیکھا آپ نے۔" اس نے فریدی کے خاموش ہو جانے پر پوچھا۔

"بارہا....!"

"سر داؤد کی بکواس ہے کہ کسی نے فون پر اس قسم کی گفتگو کی تھی۔ لیڈی داؤد کی خودکشی کا اعث سر داؤد کا بڑھاپا ہی ہو سکتا ہے۔"

"پھر کہانی میں اس ٹکڑے کا مقصد....!" فریدی اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"مقصد اسی وقت ظاہر ہو جاتا ہے جب ڈی لکس میڈیکل اسٹور کا مالک سر داؤد کے بیان کی دید کرتا ہے۔ جب منیجر کہتا ہے کہ اس نے لیڈی داؤد کو کبھی دیکھا ہی نہیں۔"

"ضروری نہیں ہے کہ ہر جوان عورت بوڑھے شوہر کو ناپسند ہی کرتی ہو۔ حمید صاحب ہیتری لڑکیاں تو بوڑھے شوہروں کی خواہش مند رہتی ہیں۔ اپنے ہم عمروں میں ان کے لئے طعی سکس اپیل نہیں ہوتی۔"

"الٹا فلسفہ....!"

"فلسفہ نہیں ہے۔ نفسیات فرزند.... یہ بھی جنسی کج روی کی ایک قسم ہے۔"

"میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔" حمید پائپ میں تمباکو بھرتا ہوا بولا۔ "کیونکہ میں اسے جوان کے گرد منڈلاتے دیکھ چکا ہوں۔"

فریدی کچھ نہ بولا۔ حمید نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "ابھی پچھلے ہی دنوں میں نے اسے پرنس ونوف کے ساتھ دیکھا تھا۔"

"یہ کون ہے؟"

"زار روس کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ تین چار ماہ ہوئے فرانس سے یہاں آیا تھا۔ مالدار آدمی ہے۔ اس پر لڑکیاں بقول شخصے.... برستی ہیں۔"

حمید کا منہ بگڑ گیا تھا۔

"کیوں تم اس کا تذکرہ اتنے ناخوشگوار لہجے میں کیوں کر رہے ہو۔" فریدی مسکرایا۔ "کیا تمہاری کچھ ملنے والیاں بھی اس کے گرد جمع ہو گئی ہیں۔"

"چھوڑیئے! اس تذکرہ کو.... میں آج ہی اسے ذلیل کرنے والا ہوں۔"

"کیوں؟"

"وہ خود کو ایک اچھا نشانہ باز تصور کرتا ہے۔ اناڑی قسم کی لڑکیوں پر رعب ڈالنے کے لئے رائفل کلب میں اپنے کمالات دکھایا کرتا ہے۔ ایک دن کسی سے شمشیر بازی بھی فرمائی تھی۔"

"پھر تم اسے کیسے ذلیل کرو گے۔"

"میں نے اسے چیلنج کیا ہے۔"

"حماقت سرزد ہوئی ہے تم سے۔"

"کیوں؟"

فریدی کچھ سوچ رہا تھا پیچھا چھڑانے کے لئے بولا۔ "کچھ نہیں۔"

"نہیں بتائیے نا....!"

"ڈفر ہو تم! تمہارا نشانہ.... میرا خیال ہے کہ تم اچھے نشانہ باز تو نہیں ہو! خیر ختم کرو! میں سر داؤد سے ملنے جا رہا ہوں۔ تمہیں بھی چلنا ہے۔"

"مجھے ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے رائفل کلب پہنچنا ہے۔" حمید نے گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا لیڈی داؤد بھی رائفل کلب کی ممبر تھی۔"

"میرا خیال ہے کہ تھی۔"

"تب تو آج یہ مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ کلب یقینی طور پر بند رہے گا۔"

"محض خیال ہے کہ وہ رائفل کلب کی ممبر تھی۔ یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔"

"خیر چلو پہلے وہیں چلیں گے۔" فریدی نے سگار سلگاتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ رائفل کلب کے لئے روانہ ہو گئے۔ پھر جب وہ کلب کی عمارت میں داخل ہوئے تو انہیں معلوم ہوا کہ ہال میں تعزیتی میٹنگ ہو رہی ہے۔

یہ دونوں بھی وہیں چلے گئے۔ حمید تو باقاعدہ طور پر یہاں کا ممبر تھا۔ میٹنگ کے اختتام

کلب کا سیکریٹری سیدھا انہیں کی طرف آیا۔

یہ ایک دراز قد اور مضبوط جسم کا آدمی تھا۔ عمر چالیس اور پچاس کے درمیان رہی ہوگی، چہرے پر گھنی اور ڈھلکی ہوئی مونچھیں تھیں۔ جن کے بال خم کھا کر نچلے ہونٹ پر سایہ کئے ہوئے تھے۔ یہ نسلاً یوریشین تھا۔ شہر کے ذی عزت لوگوں میں اس کا شمار ہوتا تھا۔ اس کی نرم دلی اور منکسر المزاجی مشہور تھی۔

"کرنل! بڑا افسوس ناک واقعہ ہے۔" وہ فریدی کی طرف مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔

"یقیناً مسٹر گراہم....!" فریدی مصافحہ کرتا ہوا بولا۔ "لیڈی داؤد کب سے یہاں کی ممبر تھیں۔"

"زیادہ عرصہ نہیں گذرا...." گراہم کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "شائد پچھلے ماہ کی بات ہے کہ وہ ہم میں شریک ہوئی تھیں۔"

"میرا خیال ہے کہ ان کا نشانہ بھی اچھا تھا۔" فریدی نے کہا۔

"بہت اچھا کہئے جناب۔" اس نے حمید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن اب یہ مقابلہ کل ی ہو سکے گا۔"

"کوئی بات نہیں۔" حمید بولا۔

"میں اس وقت اسی لئے آیا تھا کہ اس قسم کا کوئی مقابلہ نہ ہونے دوں۔" فریدی نے کہا۔

"کیوں....؟" گراہم کی آنکھوں میں حیرت تھی۔

"پرنس برونوف ہمارے ملک میں مہمان ہے اس لئے ہمیں اس کی دل شکنی نہ کرنی چاہئے۔"

"اوہ.... ارے نہیں۔" گراہم ہاتھ ہلا کر ہنسنے لگا۔ "پرنس کو میں نے بہت قریب سے دیکھا ہے۔ وہ ایک سچا اسپورٹس مین ہے۔ اسے اپنی شکست کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ ہوگی، ویسے میں اتنا ضرور کہوں گا کہ کیپٹن سے اندازے کی غلطی بھی ہو سکتی ہے۔ میں فوجی زندگی کا دس سالہ تجربہ رکھتا ہوں۔ میری نظروں سے ہزاروں نشانہ باز گذرے ہیں، لیکن پرنس برونوف اپنی مثال آپ ہے۔"

"اس کی فکر نہ کرو دوست۔" حمید نے پائپ کی راکھ جھاڑتے ہوئے کہا۔ "میں بھی اسپورٹس مین ہی ہوں اور اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ شکست اندازے کی غلطی ہی کا نتیجہ ہوتی ہے۔"

"اوہ کیا آپ بُرا مان گئے جناب! میرا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا کہ آپ اس سے کسی طرح کم ہیں۔ میں کہنا کچھ چاہتا تھا زبان سے کچھ نکل گیا۔ آپ کیا پئیں گے۔ کرنل صاحب۔ کپتان

صاحب تو پیتے ہی نہیں۔"

"میں بھی نہیں پیتا۔" فریدی مسکرایا۔

"کمال کے آدمی ہیں آپ لوگ بھی.... اچھا جناب۔ میں ابھی حاضر ہوا۔"

سیکریٹری ہال سے چلا گیا۔ حمید برونوف کو گھورنے لگا، جو تین چار لڑکیوں کے نرغے میں کھڑا ہنس رہا تھا.... یہ ایک وجیہہ اور تندرست نوجوان تھا۔ جنس مقابل کے لئے اس کی شخصیت حقیقتاً بڑی پرکشش تھی۔ آج کل اس کے بڑے چرچے تھے۔ اونچے طبقے کی عورتیں خصوصیت سے اس کی مداح تھیں۔

یک بیک اس کی اور فریدی کی نظریں چار ہو گئیں اور پھر ایسا معلوم ہونے لگا جیسے وہ فریدی کے چہرے سے نظریں ہٹانے کی کوشش تو کر رہا ہے لیکن کامیابی نہیں ہوتی۔

اس کے گرد نظر آنے والی لڑکیاں بھی فریدی کی طرف متوجہ ہو گئی تھیں۔

"آؤ چلیں۔" فریدی نے حمید کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

پھر وہ لنکن میں آبیٹھے۔

"کیا یہاں سب تمہیں کیپٹن حمید ہی کی حیثیت سے جانتے ہیں۔" فریدی نے مشین اسٹارٹ کرتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں.... گراہم کے علاوہ شائد ہی کوئی میری اصلیت سے واقف ہو۔"

"کیوں....؟"

"جب میں ممبر ہونے لگا تھا تو اس نے خود ہی استدعا کی تھی کہ میں کسی پر اپنی اصلیت ظا نہ کروں۔ ممبروں کے رجسٹر میں اس نے میرا نام خاور لکھا تھا۔"

"تم نے وجہ نہیں پوچھی تھی۔"

"وجہ....!" حمید ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک ادھر اُدھر دیکھتا پھر بولا۔ "اس کا خیال تھا کہ اس طرح جرائم پیشہ لوگ کلب سے دور ہی رہیں گے۔"

"کیا بات ہوئی۔"

"وہ کہتا ہے کہ اکثر جرائم پیشہ لوگ بھی یہاں آگھستے ہیں اور شہر کے جرائم پیشہ لوگوں م شائد ہی کوئی ایسا ہو جو ہمیں نہ پہچانتا ہو، لہٰذا اگر انہوں نے مجھے یہاں نام کی تبدیلی کے ساتھ پایا

یقینی طور پر میری موجودگی کو مصلحت آمیز اور خطرناک تصور کریں گے۔اس طرح اس کا کلب غیر پسندیدہ عناصر سے پاک رہ سکے گا۔"

فریدی نے کار اس سڑک پر موڑدی جس پر سر داؤد کی کوٹھی تھی۔

یہاں اس وقت بھی پولیس والے موجود تھے!ڈی۔ایس۔پی سٹی نے فریدی کو دیکھ کر بُرا سا منہ بنایا۔لیکن اسے بہر حال اس سے تعاون کرنا ہی تھا۔

تھوڑی دیر بعد فریدی سر داؤد کا بیان اپنی ٹیکنیک کے مطابق نوٹ کر رہا تھا۔

"ہماری شادی۔" سر داؤد بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔"کسی قسم کے جبر کا نتیجہ نہیں تھی۔ پہلے ایک دوسرے کے بہترین دوست تھے۔ پھر ہماری شادی ہوئی تھی.... شادی سے قبل ہمارے جنسی تعلقات نہیں رہے تھے۔"

"تو آپ خودکشی کے اسباب پر روشنی نہیں ڈال سکیں گے۔" فریدی نے پوچھا۔

"ہرگز نہیں!کاش مجھے کسی ایسی بات کا علم ہوتا۔"

"لیڈی صاحبہ کسی کلب کی ممبر تھیں؟"

"صرف رائفل کلب کی....انہیں نشانہ بازی سے لگاؤ تھا۔اس کے علاوہ میری دانست میں تو وہ کسی بھی کلب کی ممبر نہیں تھیں۔"

حمید اکتائی ہوئی نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔دفعتاً ایک پتھر کا ٹکڑا کھڑکی کی راہ سے آکر سامنے والے فریم سے ٹکرایا جس میں سوئیٹزر لینڈ کے ایک منظر کی تصویر تھی.... شیشے کے ٹکڑے جھنجھناتے ہوئے فرش پر گرے۔

توہین

حمید نے کھڑکی کی طرف بڑھنا چاہا۔

"ٹھہرو....!" فریدی ہاتھ اٹھا کر بولا۔"کھڑکی کے سامنے کوئی نہ جائے۔"

اس نے ادھر اُدھر دیکھ کر ایک گوشے سے ایک چھڑی اٹھائی۔ حمید اور سر داؤد اسے حیرت دیکھ رہے تھے....اس نے اپنی فلٹ ہیٹ چھڑی پر رکھی اور اسے اس طرح کھڑکی کے قریب

لے گیا کہ اس کا صرف اوپری حصہ باہر سے دیکھا جا سکے۔

"شائیں....!" فلٹ ہیٹ میں سوراخ کرنے والی گولی دوسری طرف کی دیوار میں گھس گئی۔ یہ فائر شائد کسی سائیلنسر لگی ہوئی رائفل سے کیا گیا تھا۔ کیونکہ فائر کی آواز نہیں سنی گئی تھی۔

"دیکھو....!" فریدی نے حمید سے کہا اور حمید دوڑتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

"یہ دنیا بڑی عجیب جگہ ہے سرداؤد۔" فریدی نے فلٹ ہیٹ پر نظریں ڈالتے ہوئے کہا۔ "آپ نہیں کہہ سکتے کہ کس وقت کیا ہو جائے گا.... سب کچھ غیر یقینی ہے۔ محترمہ کی خودکشی آپ کے لئے غیر متوقع تھی اور یہ گولی میرے لئے غیر متوقع تھی جس نے ابھی ابھی میری پسندیدہ فلٹ میں سوراخ کر دیا ہے۔"

"آپ یہیں کھڑے رہیں گے۔" سرداؤد نے حیرت سے کہا۔ "چلئے دیکھیں۔"

"فضول ہے۔" فریدی مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔ "اتنے دلیرانہ اقدام وہی لوگ کرتے ہیں، جنہیں بہت زیادہ خود اعتمادی ہو.... پارک میں آپ کو کوئی بھی نہ ملے گا.... پارک کیوں کہئے، اسے تو آپ نے جنگل بنا رکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ مالتی کی بے ترتیب جھاڑیوں میں کم از کم دس آدمی گھنٹوں چھپے رہ کر تلاش کرنے والوں کو ڈاج دے سکتے ہیں۔"

"یہ جھاڑیاں عمداً اس حالت میں چھوڑ دی گئی تھیں۔ خیال تھا کہ انہیں جنگلی جانوروں کی شکلوں میں ترشواؤں گا۔"

"کسی نے آپ کو غلط مشورہ دیا ہوگا۔ مالتی کی جھاڑیوں میں اس کی صلاحیت نہیں ہوتی کیونکہ اس کی شاخیں لچکیلی ہوتی ہیں.... کراٹا.... ڈڈوینا وغیرہ البتہ اس مقصد کیلئے مناسب ہیں.... خیر ہاں تو میں آپ سے یہ عرض کر رہا تھا جناب کہ یہاں عموماً غیر متوقع باتیں ظہور میں آتی ہیں۔

"مگر یہ فائر آپ کے لئے تو غیر متوقع نہیں تھا۔" سرداؤد نے پلکیں جھپکائیں۔

"غیر متوقع بھی کہا جا سکتا ہے۔" فریدی بولا۔ "میں نے احتیاطاً یہ طریقہ اختیار کیا تھا.... ہاں البتہ یہ پتھر، جو فریم سے ٹکرایا تھا۔ یقینی طور پر غیر متوقع کہا جا سکتا ہے، مگر یہ گولی کس کھوپڑی میں سوراخ کرتی۔"

وہ جواب طلب نظروں سے سرداؤد کی طرف دیکھنے لگا۔

"میں کیسے بتا سکتا ہوں۔" سرداؤد نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا۔ اس کی آنکھو

سے وحشت جھانک رہی تھی۔

"لیڈی صاحبہ تہیہ کر چکی تھی کہ وہ ہر حال میں اپنی زندگی کا خاتمہ کردیں گی۔ زہر آپ کی آمد کی وجہ سے گر گیا تو انہوں نے بالکنی سے چھلانگ لگادی۔ اگر ایسا نہ کرتیں تو انہیں اقدام خودکشی کی وجہ ظاہر کرنی پڑتی۔ ایسی کون سی وجہ ہو سکتی ہے کہ جس کے اظہار پر انہوں نے موت کو ترجیح دی تھی۔"

"یہی میں سوچ رہا ہوں کرنل....!" سر داؤد بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "اگر انہیں مجھ سے کوئی شکایت تھی تو وہ گلاس ہاتھ سے گر جانے پر اس طرح چھلانگ نہ لگا دیتیں.... آخر وہ اس خودکشی کے سلسلہ میں مجھ سے کچھ چھپانا چاہتی تھیں۔"

"ٹھیک ہے.... یہی میں بھی کہنا چاہتا تھا۔ اگر انہوں نے زہر ہی پی لیا ہوتا تو میرے فلٹ میں سوراخ ہرگز نہ ہوتا۔"

"میں نہیں سمجھا....!" سر داؤد نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں اس کمرے میں موجود ہوں.... اور لیڈی صاحبہ کی خودکشی کا مسئلہ زیر بحث ہے۔ چانک اس کھڑکی سے ایک پتھر اندر آتا ہے.... ظاہر ہے کہ آپ سے پہلے میں بڑھوں گا یہ دیکھنے کے لئے کہ پتھر کہاں سے آیا ہے.... اس لئے نشانہ میں ہی ہو سکتا ہوں۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے، جس چیز کے چھپانے کے لئے لیڈی صاحبہ نے بالکنی سے چھلانگ لگائی تھی ہو سکتا ہے کہ میں س کی تہہ تک پہنچ جاؤں۔"

فریدی تھوڑی دیر تک خاموشی سے سر داؤد کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر بولا۔ "اگر لیڈی ماحبہ کا اختتام زہر ہی پر ہوا ہوتا تو ان کی خودکشی کے ذمہ دار افراد مطمئن ہو گئے ہوتے کیونکہ س قسم کی خودکشیاں عموماً غیر تشفی بخش گھریلو زندگی کی بناء پر ہوتی ہیں اور شائد میں بھی یہی سمجھتا یہ معاملہ گھریلو حادثوں سے مختلف نہیں ہو سکتا۔"

"اور اب آپ کیا سوچ رہے ہیں۔"

"اس خودکشی کا تعلق آپ سے زیادہ کسی دوسرے سے تھا۔"

"یعنی....!" اس کا لہجہ ناخوشگوار تھا۔

"ختم کیجئے....!" فریدی نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"نہیں آپ مرحومہ کو اس قسم کا کوئی الزام نہیں دے سکتے۔" سرداؤد نے غصیلے لہجہ میں کہا۔
"تب پھر اس سوراخ کے ذمہ دار بھی آپ ہی ہوں گے۔" فریدی نے فلٹ ہیٹ کی طرف اشارہ کیا۔
"میرے خدا میں کیا کروں۔" سرداؤد نے کرسی میں گر کر دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپالیا۔
"میری مدد کیجئے سرداؤد.... میں محسوس کر رہا ہوں کہ آج کل اس شہر میں بڑی گندی حرکتیں ہو رہی ہیں۔ کیا آپ مجھے لیڈی صاحبہ کے ملنے جلنے والوں سے روشناس کرائیں گے۔"
سرداؤد نے چہرے سے ہاتھ ہٹا لئے تھے اور اب فریدی کو ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جن کا مطلب خود فریدی بھی نہ سمجھ سکا۔
اتنے میں حمید بھی واپس آ گیا۔
"بہت مشکل ہے۔" اس نے فریدی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ان جھاڑیوں میں کوئی ہمیں عرصہ تک ڈاج دے کر محفوظ رہ سکتا ہے۔ پورے پارک کو گھنگالنے کے لئے کم از کم بیس آدمیوں کی ضرورت پیش آئے گی۔"
"کیا تم تنہا تھے۔"
"جی ہاں۔"
"ٹھیک ہے۔" فریدی نے کہا۔ پھر سرداؤد سے بولا۔ "میں نہیں چاہتا کہ آپ اس واقعہ کا تذکرہ کسی سے بھی کریں۔"
سرداؤد کچھ نہ بولا۔ حمید اسے کینہ توز نظروں سے دیکھ رہا تھا۔
اسکے بعد فریدی نے اس خواب گاہ کو دیکھا جس کی بالکنی سے لیڈی داؤد نے چھلانگ لگائی تھی۔
حمید اندازہ نہیں کر سکا کہ فریدی وہاں کیا دیکھ رہا تھا۔ یا اسے کس چیز کی تلاش تھی۔ اس نے سرداؤد کی اجازت سے پورا کمرہ الٹ پلٹ کر رکھ دیا تھا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس سے کہہ رہا تھا۔ "آپ مطمئن رہئے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا جائے گا۔"
"میں آپ سے تنہائی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔" سرداؤد نے کہا۔
فریدی نے حمید کو باہر جانے کا اشارہ کیا.... حمید چلا بھی گیا۔ لیکن سرداؤد سر جھکائے رہا۔ اس کا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا ہوا تھا کچھ دیر بعد اس نے سر اٹھا کر بھرائی ہوئی آواز میں کہا

"خدارا مجھے بدنامی سے بچایئے گا.... اب میری بچی کا مستقبل ہے میری نظروں میں! کوئی چاہتا تھا کہ وہ خودکشی کرلے....؟ کیوں! وجہ میں نہیں جانتا.... ہوسکتا ہے کہ اس سے کوئی لغزش ہوئی ہو۔ میں بوڑھا ہوں نا....!"

سرداؤد نے دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپالیا۔

فریدی اسے ترحم آمیز نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"میں سمجھتا ہوں سرداؤد۔" اس نے کہا۔ "آپ مطمئن رہیں! میری تفتیش کی کہانی منظر عام پر نہیں آنے پائے گی۔"

"میں نے اسے ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کی تھی۔" سرداؤد رو پڑا۔

"آدمی بے بس ہے سرداؤد.... مقدرات اٹل ہوتے ہیں۔"

سرداؤد کچھ نہ بولا۔ اس کی سسکیاں کمرے میں گونج رہی تھیں۔ فریدی چپ چاپ باہر نکل آیا۔ حمید راہداری کے سرے پر اس کا منتظر تھا۔

کچھ دیر بعد وہ پھر لنکن میں بیٹھے شہر کی سڑکوں سے گذر رہے تھے۔

"کیا آپ کو بوڑھے کی کہانی پر یقین آگیا ہے۔"

"یقین....!" فریدی مسکرایا۔ "یقین کی منزل بہت دور ہے۔ یقین مجھے اسی وقت آئے گا جب میری تفتیش اس کی بجائے کوئی دوسری کہانی سنائے۔"

"میرا دعویٰ ہے کہ سرداؤد ہی اس کی موت کا ذمہ دار ہے۔ اس نے اسے بالکنی کے نیچے پھینکا ہوگا۔ خودکشی کی کہانی میں مزید زور پیدا کرنے کے لئے زہر والا ٹکڑا لگایا گیا ہے۔"

"اور پھر اس کے کسی آدمی نے میری فلٹ برباد کردی.... کیوں؟"

"آہاں.... یقیناً اس طرح تھوڑا سا الجھاوہ اور پیدا ہوگیا۔ اب پولیس جھک مارتی پھرے۔ اگر اسے یہی پسند ہو۔"

"تم کافی دوررس نگاہ رکھتے ہو۔" فریدی مسکرایا۔ "اسی طرح مصرعوں کا اضافہ کرتے جاؤ۔ پھر گرہیں لگا لگا کر غزل مکمل کرلیں گے۔"

"اچھی بات ہے.... آپ سمجھئے اسے بکواس۔ لیکن آخر کار آپ کو پچھتانا پڑے گا۔"

"ویسے میں بھی دن میں دو چار بار پچھتانا اپنا پیدائشی حق سمجھتا ہوں۔" فریدی نے کہا۔

"لیڈی داؤد ایک شریف قسم کی آوارہ عورت تھی۔ شہر میں اس کے مداحوں کی کمی نہیں تھی۔ سر داؤد احساس کمتری کا شکار تھا.... آخر کار پچھلی رات اس نے اسے ٹھکانے لگا ہی دیا۔"

فریدی خاموش ہی رہا۔ لنکن کی رفتار بہت تیز تھی۔

"اب کہاں چل رہے ہیں۔" حمید نے تھوڑی دیر بعد پوچھا۔

"افق کے اس پار....!" فریدی نے ٹھنڈی سانس لی۔

"مجھے مویشی خانے کے پاس اتار دیجئے گا۔"

فریدی ہنس پڑا۔

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ پھر فریدی نے کہا۔ "میں تمہیں ارجن پورے کی ایک گلی کے سامنے اتاروں گا.... مگر ٹھہرو.... پہلے یہ بتاؤ کہ برونوف کا ٹارگٹ کیسا ہوتا ہے۔"

"پنگ پانگ کی گیندیں اچھالی جاتی ہیں اور وہ ان پر نشانے لگاتا ہے۔"

"ایک ہی پر یا ایک ہی بار اچھالی ہوئی کئی گیندوں پر یکے بعد دیگرے۔"

"کم از کم تین گیندیں اچھالی جاتی ہیں اور وہ ان میں سے ایک کو بھی زمین پر نہیں گرنے دیتا۔"

"تمہیں یقین ہے کہ تم مقابلہ کر سکو گے۔"

"یقین نہ ہوتا تو میں اسے چیلنج کیسے کرتا۔ ایک ہفتہ تک مشق کرنے کے بعد چیلنج کیا ہے۔"

"اگر تم نے بھی وہی دہرا دیا، جو وہ کرتا ہے تو مزہ ہی کیا رہے گا، حمید صاحب۔"

"پھر بتایئے میں کیا کروں۔"

"تم سر کے بل کھڑے ہو کر ان گیندوں پر نشانہ لگانا۔"

"میں نے کچھ اور سوچا تھا۔" حمید خشک لہجے میں بولا۔ "شتر مرغ کی دم سے الٹا لٹک کر میں زیادہ اچھا نشانہ لگا سکوں گا۔"

"تم مذاق سمجھتے ہو۔ میں اس وقت تمہیں ایک ایسے آدمی کے پاس بھیجنا چاہتا ہوں جو اس سلسلہ میں ایسی گر کی باتیں بتائے گا کہ تم ایک ہی دن میں مشاق ہو جاؤ گے۔"

"کون ہے۔"

"تم نہیں جانتے.... اسے ساتھ لے کر فن آئی لینڈ جانا۔ چار پانچ درجن پنگ پانگ کی گیندیں خرید لینا۔ کم از کم دو بوتلیں اسکاچ کی۔"

"یہ آپ کہہ رہے ہیں۔"

"ہاں میں کہہ رہا ہوں فرزند! لیکن اس لئے نہیں کہ تمہیں پنگ پانگ کی گیندیں حلق سے اتارنے کے لئے اسکاچ کے گھونٹ لینے پڑیں گے، وہ جو تمہیں تربیت دے گا، بہت پیکڑ قسم کا آدمی ہے اور ہر وقت ڈوبا رہتا ہے۔ اسکاچ کی دو بوتلیں اسے دکھانے کے بعد تم خود اس کی پیٹھ پر سوار ہو کر فن آئی لینڈ تک پہنچ سکو گے۔"

"کوئی ڈھنگ کا آدمی ہے۔"

"ڈھنگ سے کیا مراد ہے تمہاری۔"

"مطلب یہ کہ شریف آدمی....!"

"شریف آدمی ہر وقت نشے میں ڈوبے رہنا نہیں پسند کرتے.... میں تمہیں جانو کے پاس بھیج رہا ہوں۔ جانو کا نام سنا ہے کبھی....!"

"جانو.... جانو....!" حمید کچھ سوچتا ہوا بڑبڑایا۔ "نام سنا تو ہے۔"

"ایشیا میں اپنے دور کا سب سے بڑا دہشت پسند تھا۔"

"آہا.... وہ جانو.... وہ تو بڑا پڑھا لکھا آدمی تھا۔"

"اب نہیں ہے۔" فریدی بولا۔ "گوشت اور ہڈیوں کے ڈھیر کو حیوان کہتے ہیں۔ آدمی تو اپنی پڑی میں جنم لیتا ہے اور کھوپڑی ہی میں مر جاتا ہے.... خود جانو ہی نے اسے سلا دیا ہے۔ اب وہ س کی بیداری کا خواہاں نہیں ہے۔ اس لئے اسے ہر وقت شراب چاہئے۔ پہلے وہ انگریزوں کے ملاف صف آرا تھا اب خود اس کے اندر ایک بہت بڑی جنگ جاری ہے۔ وہ اب خود اپنے خلاف ٹ گیا ہے۔ اس جانو کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سلا دینا چاہتا ہے، جس نے انگریزوں سے جنگ کی تھی ور آزادی کے خواب دیکھے تھے۔ اس کے لئے اس نے شراب کا سہارا لیا ہے۔"

"آخر کیوں....؟"

"کیا آزادی ہی خواب بن کر نہیں رہ گئی ہے.... ایسا خواب جس کے خواب ہونے کا ہلکا سا حساس بھی شعور پر اپنا سایہ ڈالتا رہے۔"

"آپ کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہیں۔"

"ختم بھی کرو! ہاں میں یہ کہہ رہا تھا، ہو سکتا ہے کہ جانو تم پر چڑھ دوڑے لیکن تم اس سے

بددل نہ ہونا۔"

"میں اتنا کوتاہ قد نہیں ہوں کہ کوئی لب گور آدمی مجھ پر چڑھ دوڑے۔"

"یہ خیال دل سے نکال دو! اس فن کو دیکھنے کے لئے تمہیں اس کی گالیاں بھی برداشت کرنی پڑیں گی.... ارے حمید.... میں نے قدیم فنون سپہ گری ایک ایسے استاد سے سیکھے تھے، جوان پڑھ اور گنوار تھا.... ضعیف اور کمزور جسم رکھنے والا۔ لیکن میں نے اس کی گالیاں سہی ہیں۔ اس کے کمزور ہاتھوں سے ڈنڈے کھائے ہیں، لیکن ہمیشہ اس کا احترام کرتا رہا ہوں۔ استاد کہتے منہ خشک ہوتا تھا۔"

"میں اس معاملے میں بھی آپ سے نیچا ہی رہنا چاہتا ہوں۔ اس سے تو یہی بہتر ہوگا کہ آپ مجھے سچ مچ مویشی خانے ہی کے قریب اتار دیں۔"

"لیکن تم برونوف سے تو نیچے رہنا پسند نہ کرسکو گے۔" فریدی نے کہا۔ "ویسے مجھے توقع نہیں ہے کہ میرا نام سن کر جانو کا چڑچڑاپن برقرار رہ سکے۔ وہ تمہیں ہاتھوں ہاتھ لے گا اور پھر اسکاچ کی دو بوتلیں۔"

حمید خاموشی سے سنتا رہا۔ وہ جانتا تھا کہ اسے جانو کے پاس جانا ہی پڑے گا کیونکہ یہ مشورہ فریدی کی زبان سے نکلا تھا۔

"مجھے حیرت ہے کہ آپ نے ہیٹ میں سوراخ ہوجانے کے باوجود بھی عقبی پارک میں قدم نہیں رکھا۔" حمید نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"وقت کی بربادی سے عموماً بچنے کی کوشش کرتا ہوں۔ تمہیں کیا مل گیا تھا وہاں کہ میں جھک مارتا۔"

"بہرحال یہ تو آپ کو ماننا ہی پڑے گا کہ آپ ہر وقت خطرہ میں ہیں۔"

"یہ آج کی بات نہیں ہے فرزند! میں اسی وقت سے خطرہ میں ہوں جب سے اس زندگی میں قدم رکھا ہے پھر.... آج میں کہاں ہوں۔"

حمید کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دیر بعد فریدی نے ایک بار کے سامنے کار روک دی۔

"جاؤ.... دو بوتلیں خرید لاؤ...." اس نے کہا۔

حمید اتر کر بار میں آیا.... لیکن یہ بھی عجیب اتفاق تھا کہ یہاں برونوف سے ملاقات ہوگئی

اس کے ساتھ ایک خوبصورت سی دیسی عورت تھی۔

"ہیلو....!" برونوف سر ہلا کر مسکرایا۔

"ہیلو....!" حمید نے بے توجہی کا اظہار کرتے ہوئے بار مین سے بوتلیں طلب کیں۔

"کیوں موسیو خاور....!" دفعتاً برونوف حمید کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"اگر ہم میں کسی مقابلہ کی ٹھہری ہے تو کیا ہم ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔"

"ہرگز نہیں....!" حمید مسکرایا۔

"میں سمجھا تھا شائد یہاں کا یہی دستور ہے۔ ہم لوگ تو اپنے شکست کے بعد دوسروں کی فتح میں خوشی کا اظہار کرنے کے عادی ہیں۔"

"اوہ.... مگر....!" حمید بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "یقیناً رسم رواج کے معاملے میں ہم لوگوں سے مختلف ہیں۔ ہمارے یہاں فاتح شکست خوردہ لوگوں کے سروں اپنے ہاتھ سے استرہ چلاتا ہے اور اس وقتی حجامت کو ہم اسپورٹس مین اسپرٹ میں لیتے ہیں۔"

"آپ پوری قوم کا مضحکہ اڑا رہے ہیں۔" عورت غصیلے لہجہ میں بولی۔

"لفظ 'قوم' میں بچپن ہی سے سنتا آرہا ہوں۔ لیکن آج تک اس کے معنی میری سمجھ میں نہیں آسکے۔ کیا آپ براہِ کرم میرے لئے تھوڑی سی تکلیف گوارہ کریں گی.... مطلب یہ کہ .... قوم کس چڑیا کا نام ہے۔"

"میں آپ سے بات نہیں کرنا چاہتی۔"

"آپ کی مرضی! ویسے بزرگوں کا قول ہے کہ باتوں ہی باتوں میں بہتیری کام کی باتیں بھی معلوم ہو جاتی ہیں۔"

حمید نے برونوف کو آنکھ ماری بوتلیں سنبھالیں اور دروازے کی طرف چل پڑا.... عورت دھیمی آواز میں کچھ بڑبڑا رہی تھی۔

مگر باہر آتے ہی حمید کے ذہن کو جھٹکا سا لگا۔ فریدی کار سمیت غائب تھا۔

"تو اب میں یہ بوتلیں اپنے سر پر توڑوں۔" وہ بُرا سا منہ بنا کر بڑبڑایا۔

"سنو....!" دفعتاً کسی نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

حمید چونک کر مڑا.... برونوف دو تین قدم پیچھے ہٹ گیا تھا اور اس کی ساتھی اس سے شانہ

ملائے کھڑی تھی۔

"تم ان سے معافی مانگو....!" برونوف نے عورت کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"یہ کس خوشی میں....!"

"تم نے ان کی توہین کی تھی۔"

"پچھلے سال کی بات ہو گی۔ ان دنوں میرے بڑے بھائی کی یہی عادت تھی۔" حمید نے لاپروائی سے کہا۔

"میں بہت بُرا آدمی ہوں.... تمہیں معافی مانگنی پڑے گی۔"

"جاؤ....!" حمید ہاتھ ہلا کر بولا۔ "میرے کان نہ کھاؤ.... میں بہت اچھا آدمی ہوں۔ اتنا اچھا کہ ضرورت پڑنے پر تمہاری بھی توہین کر سکتا ہوں۔"

"آؤ چلیں پرنس....!" عورت برونوف کا بازو پکڑ کر کھینچتی ہوئی بولی۔ "بد تمیزوں کے منہ لگنا اچھا نہیں ہے۔"

"میں تمہیں دیکھوں گا....!" برونوف نے جاتے جاتے کہا۔

حمید تھوڑی دیر تک کھڑا اپنا نچلا ہونٹ چباتا رہا۔ پھر شراب کی دونوں بوتلیں پٹخ کر توڑ دیں۔ اگر وہ ایک ذمہ دار آفیسر نہ ہوتا تو یہی بوتلیں کچھ دیر پہلے برونوف کے سر پر ٹوٹتیں۔

"ذمہ دار آفیسر کی ایسی تیسی۔" اس نے سوچا۔ "میں اس اُلو کے پٹھے سے سمجھ لوں گا۔"

مگر اُلو کا پٹھا تو جا چکا تھا۔

پھر اس نے سوچا کہ وہ برونوف کو بیچ سڑک پر پیٹنے سے پہلے استعفیٰ دے گا۔ برونوف سے زیادہ اس عورت نے اس کی توہین کی تھی۔

دھواں

فریدی ایک بار پھر موت کے منہ میں جاتے جاتے بچا۔

حمید بار میں تھا اور فریدی اس کی واپسی کا منتظر تھا۔ ادھر حمید برونوف سے گفتگو کرنے لگا تھا۔ فریدی نے اس خیال سے کار کا دروازہ کھولا تھا کہ نیچے اتر کر خود بھی بار میں جائے گا۔

داہنا پیر نیچے تھا اور بایاں پیر کار کے اندر کہ کوئی چیز اس کی گردن پر کوٹ کے کالر سے رگڑ کھاتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی۔ سامنے ایک بک سیلر کا شوکیس تھا۔ اس کے شیشے جھنجھنا کر چور ہوگئے۔ تب فریدی کو وہ بے آواز رائفل یاد آئی جس نے کچھ دیر پہلے سر داؤد کے یہاں اس کے فلٹ ہیٹ میں سوراخ کیا تھا۔

وہ تیز رفتار کار بہت آگے جاچکی تھی، جس میں فائر کرنیوالے کی موجودگی کا شبہ کیا جاسکتا تھا۔

فریدی نے بڑی پھرتی سے داہنا پیر اندر کھینچ لیا۔ دروازہ تیز آواز کے ساتھ بند ہوا اور لنکن چکنی سڑک پر پھسلتی چلی گئی۔

اسے یقین تھا کہ فائر اسی تیز رفتار کار سے ہوا تھا اور اس بار بھی شائد کوئی سائیلنسر ہی لگا ہوا ریوالور استعمال کیا گیا تھا۔ کیونکہ فریدی نے فائر کی آواز نہیں سنی تھی۔

اگلی کار کی رفتار بہت تیز تھی۔ شائد ڈرائیو کرنے والے کو ایکسیڈنٹ ہو جانے کا خوف بھی نہیں تھا۔

فریدی نے تعاقب جاری رکھا۔

پھر جیسے ہی اس کی کار شہر سے باہر آئی وہ بہت زیادہ محتاط ہو گیا۔ کیونکہ یہاں اس پر سامنے ی سے فائر ہو سکتے تھے۔ اس نے اپنی کار کی رفتار اتنی کم کردی کہ ریوالور کی رینج سے باہر ہی ہے۔ مگر یہ بھی خام خیالی ہی تھی۔ ہو سکتا تھا کہ یہاں سناٹے میں رائفل استعمال کی جاتی۔

فریدی کسی دوسری راہ کے امکانات پر غور کررہا تھا کہ اچانک اگلی کار رک گئی۔ فریدی نے می بریک لگائے لیکن کار حرکت ہی میں رہنے دی۔ وہ اب آہستہ آہستہ رینگ رہی تھی۔ اگلی کار کا روازہ کھلا اور ایک عورت نیچے اتر کر انجن میں کچھ دیکھنے لگی۔

فریدی کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں اور پھر اس نے بھی کار روک دی لیکن نیچے نہیں اترا۔

عورت اب بھی انجن پر جھکی ہوئی تھی۔ اس کی کار سے کوئی مرد نیچے نہیں اترا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سیدھی کھڑی ہو کر ادھر اُدھر دیکھنے لگی.... ! فریدی کی کار زیادہ فاصلے پر تھی۔ وہ اس کی طرف چند قدم بڑھی اور پھر ٹھٹک گئی۔

فریدی بدستور بیٹھا اسے دیکھتا رہا.... لڑکی سفید فام تھی اور اس کے جسم پر ہلکے سبز رنگ کا ٹ تھا۔

فریدی سوچ رہا تھا کہ کہیں اس سے اندازے کی غلطی تو نہیں ہوئی۔

آخر کار لڑکی قریب ہی آ گئی! فریدی نے اس کے چہرے پر جھنجلاہٹ کے آثار دیکھے۔

"آپ میرا پیچھا کیوں کر رہے ہیں جناب۔" اس نے غصیلی آواز میں کہا۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔" فریدی نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "میں اپنی گاڑی کے انجن کو ہر دس میل کے بعد کم از کم پندرہ منٹ تک بند رکھنے کا عادی ہوں۔"

"میری گاڑی خراب ہو گئی ہے۔" لڑکی تھوڑی دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "میں الجھن میں مبتلا ہوں.... اسی الجھن میں یہ بات کہہ دی تھی۔ معافی چاہتی ہوں۔"

"کیا خرابی ہے۔"

"یہی تو سمجھ میں نہیں آتا... مجھے صرف ڈرائیونگ سے دلچسپی ہے! مشینری کے معاملہ میں کچھ بھی نہیں جانتی۔"

فریدی اس کی گاڑی کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ یک بیک اس نے ایک طویل سانس لی اور پھر لڑکی کی طرف متوجہ ہو گیا.... ساتھ ہی اس کی جیب سے ریوالور کی نال بھی جھانکنے لگی تھی ہاتھ جیب میں تھا۔

"یہ ادھر داہنی جیب کی طرف دیکھو۔" اس نے آہستہ سے کہا۔ "اور بے حس و حرکت کھڑی رہو۔ ذرا بھی جنبش کرو گی تو.... پھر تم مجھے جانتی ہی ہو۔"

"کیا مطلب....!" لڑکی بوکھلا گئی۔

"تمہاری گاڑی کے ڈکے میں کون ہے۔"

"کک کوئی نہیں۔"

"نہیں ادھر دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔" فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔ "اور دوران گفتگو میں اپنی آواز بھی دبائے رکھو۔"

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے.... جناب....!"

"چلو! تم آگے چلو۔ میں پیچھے چل رہا ہوں۔ چل کر ڈکے اٹھاؤ گاڑی کا۔"

"تم ڈاکو ہو.... مگر میرے پاس کیش نہیں ہے۔" لڑکی کو غصہ آ گیا۔

"چلو یہی سہی۔" فریدی نیچے اترتا ہوا مسکرایا۔ "تمہیں گاڑی کا ڈکے ضرور اٹھانا پڑے

خاموشی سے مڑ جاؤ۔ اگر تم نے ذرہ برابر بھی بے اطمینانی ظاہر کی تو یہیں ڈھیر کردوں گا۔ میرا ریوالور تمہیں کور کر رہا ہے.... چلو....!"

لڑکی اپنی گاڑی کیطرف چلنے لگی۔ پھر رک گئی۔ کار صرف آٹھ یا دس گز کے فاصلہ پر رہ گئی تھی۔

فریدی نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کی کمر سے لگا دیا۔

وہ پھر چلنے لگی اور اس بار کار کے پچھلے حصے ہی کے قریب رکی۔

"چلو.... اٹھاؤ۔" فریدی آہستہ سے بولا۔

لڑکی نے جھک کر ڈکے اٹھایا اور.... اور فریدی نے بڑی پھرتی سے اس آدمی کے ریوالور پر ہاتھ ڈال دیا، جو ڈکے میں سمٹا ہوا پڑا تھا.... ایک جھٹکے میں ریوالور فریدی کے ہاتھ میں آگیا.... یہ سب کچھ اس نے بائیں ہاتھ سے کیا تھا۔

فریدی نے اس کا ریوالور جیب میں ڈال لیا اور تین چار قدم پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔ "باہر نکلو.... لڑکی اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔"

"میں نہیں جانتی یہ کون ہے اور میری گاڑی میں کیسے پہنچا! لڑکی ہذیانی انداز میں چیخی۔

وہ آدمی ڈکے سے باہر نکل آیا تھا اور اس طرح کھڑا پلکیں جھپکا رہا تھا جیسے یہ سب کچھ اس کے لئے قطعی غیر متوقع رہا ہو۔

"تم نے آج مجھ پر دوبار فائر کیا ہے۔" فریدی نے اس آدمی کو گھورتے ہوئے کہا۔

یہ دیسی ہی تھا.... ظاہری حالت اچھی نہیں تھی۔ لیکن صورت سے پڑھا لکھا معلوم ہوتا تھا۔ عمر تیس اور چالیس کے درمیان رہی ہوگی۔

"مم.... میں....!" وہ ہکلا کر رہ گیا۔

"تم جانتے ہو.... میں کون ہوں۔"

اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"اس لڑکی کو کب سے جانتے ہو۔"

"میں نہیں جانتی اسے۔" لڑکی پھر چیخی۔

"تم جھوٹی ہو۔" وہ آدمی بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "مجھے اس دشواری میں ڈال کر خود نکل جانا چاہتی ہو۔ یہ جھوٹی ہے مسٹر! میں اسے ایک ماہ سے جانتا ہوں اور اب اس وقت مجھے معلوم ہوا

ہے کہ آپ اس کے شوہر نہیں ہیں۔"

"اوہ.....!" فریدی لڑکی کی طرف دیکھنے لگا۔

"یہ دھوکے باز ہے..... کوئی بکواس کر رہا ہے۔ میں نے اسے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔"

"آرلکچنو کے کئی ویٹر شہادت دیں گے کہ میں پچھلے ایک ماہ سے اس کے ساتھ رات کا کھانا وہیں کھاتا رہا ہوں۔"

"لیکن تم نے مجھ پر فائر کیوں کئے تھے۔"

"آج اچانک یہ مجھ سے ملی تھی اور کہا تھا کہ میرا شوہر تمہاری راہ پر ہے کیوں نہ تم اسے ٹھکانے لگادو تاکہ اس کے بعد ہم اطمینان سے زندگی بھر کر سکیں۔ میں ایک ریٹائرڈ فوجی ہوں جناب! میرا نشانہ بہت اچھا ہے..... یہ میں اسے پہلے ہی بتا چکا تھا۔ اس نے مجھے ایک بے آواز رائفل دی اور ایک بے آواز ریوالور سے....."

کہانی دلچسپ معلوم ہوتی تھی۔ فریدی اس کی طرف متوجہ تھا لیکن لڑکی پر بھی نظر تھی۔ بس ایک بار ذرا سی غفلت ہوئی تھی اور اسی غفلت کے دوران ایک زوردار دھماکہ ہوا..... فریدی اور لڑکی کے درمیان گہرے دھوئیں کی ایک دیوار سی حائل ہو گئی۔ فریدی نے پیچھے ہٹنے میں بہت تیزی دکھائی تھی لیکن اس کے باوجود بھی وہ کھانسنے لگا تھا۔

دھوئیں کا حجم بہت تیزی سے بڑھ رہا تھا..... فریدی اس سے بچنے کے لئے پیچھے ہٹتا رہا..... ویسے جو تھوڑا بہت دھواں اس کے پھیپھڑوں میں چلا گیا تھا تکلیف دہ ہوتا جا رہا تھا۔ آخر اس نے دھوئیں کے مزید اثرات سے بچنے کے لئے باقاعدہ طور پر دوڑنا شروع کر دیا۔

اب وہ اپنی کار بھی بہت پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ لیکن کار اس کی نظروں ہی میں تھی۔ ویسے دھوئیں نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ مگر لڑکی کی کار کا کہیں پتہ نہ تھا..... اور وہ آدمی بھی نہ دکھائی دیا۔

فریدی ٹیلی فون کے پول سے ٹک کر کھڑا ہو گیا۔ سینے حلق اور ناک میں شدید قسم کی سوزش پیدا ہو گئی تھی۔ وہ تقریباً بیس منٹ تک وہیں کھڑا چہرے کے قریب رومال جھلتا رہا۔ پھر جب اسے یقین ہو گیا کہ آس پاس دھوئیں کے اثرات باقی نہ رہ گئے ہونگے تو اپنی کار کی طرف چل پڑا۔ اب فضا پہلے ہی کی طرح صاف تھی۔ دوسری کار کا نشان بھی نہ مل سکا۔ البتہ وہ آدمی

تھوڑے ہی فاصلے پر سڑک کے نیچے اوندھا پڑا تھا۔

فریدی نے اسے سیدھا کیا۔ وہ گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔ شائد دھوئیں ہی کی وجہ سے اس پر غشی طاری ہوگئی تھی۔ فریدی نے یہی مناسب سمجھا کہ اسے جلد از جلد طبی امداد بہم پہنچائی جائے۔ اس لئے وہ اسے کار میں ڈال کر شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔

سول ہسپتال کے ڈاکٹروں نے اسے دیکھ کر بیہوشی کی وجہ گھٹن بتائی۔ پھر فریدی نے سول ہسپتال سے ہی گھر فون کیا۔ لیکن وہاں حمید کی موجودگی کی اطلاع نہیں ملی۔ آفس کے نمبر ڈائیل کئے مگر وہاں سے بھی یہی جواب ملا کہ حمید موجود نہیں ہے۔

فریدی پھر اسی کمرے میں واپس آگیا جہاں مریض کو رکھا گیا تھا.... نرس نے اسے بتایا کہ وہ ہوش میں آچکا ہے اور حالت بھی تشویش ناک نہیں ہے۔

اس نے فریدی کی آہٹ پر آنکھیں کھول دی تھیں اور اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا تھا۔

"وہ حرافہ نکل گئی جناب۔" اس نے کمزور آواز میں کہا۔ "ابھی نرس نے بتایا ہے کہ آپ پلیس آفیسر ہیں۔"

"غلط نہیں بتایا۔" فریدی نے نرس کو باہر جانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

نرس کے چلے جانے پر اس نے پھر مریض کو مخاطب کیا۔

"وہ کہاں رہتی ہے؟"

"اسی عمارت میں رہتی ہے جہاں میں نے آپ پر پہلا فائر کیا تھا۔"

فریدی مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر تک مریض کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر بولا۔ "یہ بات تمہیں معلوم ہوئی تھی کہ وہ اسی عمارت میں رہتی ہے۔"

"آج ہی کی بات ہے جناب۔ ورنہ اس سے پہلے کبھی اس نے مجھے اپنے گھر کا پتہ نہیں بتایا۔ جب بھی پوچھتا تھا یہی کہہ کر ٹال دیتی تھی کہ اس کا شوہر بڑا خونخوار اور شکی قسم کا آدمی ہے۔ سکتا ہے کہ میں کبھی وہاں پہنچ ہی جاؤں اور اسے کسی قسم کا شبہ ہو جائے.... میں کیا بتاؤں ب! پہلے پہل وہ خود ہی مجھ سے آٹکرائی تھی۔ ایک ماہ پہلے کی ایک رات کی بات ہے.... میں لکچنو کے ہال میں کئی لڑکیوں سے رقص کی درخواست کر چکا تھا لیکن سب معذوری ظاہر کر کے

دوسروں کے ساتھ ناچنے لگی تھیں۔ میں ایک گوشے میں کھڑا بور ہوتا رہا۔ اچانک یہ لڑکی آٹکرائی.... اس نے ہنس کر کہا۔ مجھے افسوس ہے کہ تمہیں کسی نے بھی نہ پوچھا۔ لو آؤ میں تم سے پارٹنر بننے کی درخواست کرتی ہوں۔ پھر ہم ناچنے لگے تھے.... اس کے بعد بھی ہم ملتے رہے تھے.... افوہ مجھ سے کتنا بڑا گدھا پن سرزد ہوا تھا۔ جناب! جی ہاں میں اس سے محبت کرنے لگا تھا۔ بس یہ ہے پوری کہانی....!"

"آج وہ تمہیں کہاں ملی تھی۔"

"خود میری قیام گاہ پر آئی تھی۔ اکثر آتی رہتی تھی.... اس نے بتایا کہ اگر آج ہی اس کا شوہر قتل نہ کردیا گیا تو خود اس کی زندگی خطرے میں پڑجائے گی۔ میں نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ اسے شبہ ہوگیا ہے۔ شائد کسی نے ہمارے تعلقات کے بارے میں اس سے بتادیا ہے... کہنے لگی کہ وہ تمہارا نام لے کر مجھ سے پوچھ رہا تھا کہ میں تمہیں جانتی ہوں یا نہیں.... پھر بولی میری ہی نہیں بلکہ تمہاری زندگی بھی خطرے میں ہے۔ وہ بہت غصہ ور ہے تمہیں بھی نہ چھوڑے گا۔"

وہ خاموش ہوگیا۔ لیکن فریدی سوچ رہا تھا کہ اس کے بیان کے کس حصے پر یقین کیا جائے اور کس پر نہ کیا جائے۔

"پھر وہ تمہیں اپنے ساتھ ہی لے گئی تھی؟" فریدی نے پوچھا۔

"جی ہاں ساتھ ہی لے گئی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ وہ بے آواز رائفل مہیا کرے گی۔ ایک بے آواز ریوالور بھی ہوگا۔ بس جس سے بھی کام نکل سکے نکالا جائے۔ پھر وہ مجھے سیدھے اس عمارت کے عقبی پارک ہی میں لے گئی تھی۔ ریوالور اور پستول بھی وہیں ایک جھاڑی میں رکھے ہوئے ملے تھے۔ شائد وہ انہیں پہلے ہی وہاں رکھ آئی تھی۔ پھر کچھ دیر بعد اس نے اوپری منزل کی کھڑکی میں ایک پتھر پھینکا تھا۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو بولی کہ میرا شوہر اسی کمرے میں موجود ہے۔ وہ جھلا کر سامنے آئے گا۔ بس تم اس پر فائر کردینا.... تھوڑی دیر بعد مجھے کھڑکی میں گہرے نیلے رنگ کی فلٹ ہیٹ دکھائی دی اور اس نے کہا کردو فائر، وہ چھپ کر ہمیں دیکھنے کی کوشش کررہا ہے.... میں نے فلٹ ہیٹ پر نشانہ لگایا اور ہیٹ آنا فانا غائب ہوگئی پھر وہ تو عمارت کے اندر چلی گئی تھی اور میں جھاڑیوں میں چھپتا چھپاتا سڑک پر آیا تھا اور وہاں سے اپنے گھر....!"

"تمہیں یقین ہے کہ وہ عمارت ہی میں گئی تھی۔"

"اس نے یہی کہا تھا جناب! میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا....!"

"پھر دوبارہ تم لوگوں نے میرا تعاقب کیا تھا۔"

"جی ہاں! وہ تھوڑی ہی دیر بعد گھر پہنچی تھی.... اس بار وہ کار پر آئی تھی جسے وہ خود ہی ڈرائیو کر رہی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ میرے شوہر کو ہر حال میں آج ہی مار ڈالو.... اس نے بڑی چالاکی سے خود کو بچایا ہے اور اب تو اس کا شبہ یقین میں بدل گیا ہے۔ پھر اس نے مجھے ریوالور دے کر گاڑی کی ڈکے میں پڑ رہنے کو کہا۔"

"یہاں تم جھوٹ بول رہے ہو۔"

"جی نہیں.... قطعی نہیں.... وہ مجھے میرے گھر سے اسی طرح لے گئی تھی پھر ایک جگہ مجھے ڈکے سے نکال کر پچھلی سیٹ پر بیٹھنے کو کہا تھا۔ میں چپ چاپ اس کی ہدایت پر عمل کرتا جا رہا تھا۔ پھر اس نے گاڑی ایک سڑک پر روکی۔ ادھر ہی سے آپ کی کار گذری تھی جناب! آپ کے ساتھ ایک صاحب اور تھے۔ بس پھر اس نے اپنی گاڑی آپ کی کار کے پیچھے لگا دی تھی.... ایک جگہ آپ نے اپنی گاڑی روکی تھی۔ یہ دیکھ کر اس نے رفتار بہت کم کر دی۔ پھر دوسرے صاحب آپ کی گاڑی سے اتر کر کسی دوکان میں چلے گئے تھے اور اس نے مجھ سے کہا تھا کہ اس سے بہتر موقع پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ لہٰذا آپ کی گاڑی کے قریب سے گذرتے وقت میں نے پھر آپ پر فائر کیا تھا۔ اس نے کار کی رفتار تیز کر دی۔ لیکن پھر تھوڑی دیر بعد گھبرائے ہوئے انداز میں بولی تھی، تمہارا نشانہ بہت خراب ہے۔ وہ آرہا ہے پیچھے، اب خیر نہیں.... میں نروس ہو گیا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ حالات میرے لئے بالکل نئے ہیں۔ مجھے اس چکر سے نکالو.... تب اس نے مجھے پچھلی سیٹ ہٹانے کو کہا۔ سیٹ ہٹتے ہی ڈکے کی خلاء نظر آئی اور میں نے اس کی ہدایت کے مطابق ڈکے میں رینگ کر سیٹ پھر برابر کر دی۔ اس کے بعد مجھے نہیں معلوم کہ اس نے گاڑی ۔ ل روک دی تھی۔ بہر حال ڈکے میں میرا دم گھٹ رہا تھا۔ میں نے اوپر ہاتھ لگا کر تھوڑی سی .ور آزمائی کی۔ شائد میرے ستارے ہی اچھے تھے کہ ڈکے کو وہ باہر سے مقفل کرنا بھول گئی تھی۔ کے اٹھتے ہی میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ اس میں اتنا درّہ تو تھا ہی کہ میں تازہ ہوا اپنے پھیپھڑوں بں لے سکتا تھا۔ شائد اسی وقت آپ کو شبہ ہو گیا تھا کہ ڈکے میں کوئی موجود ہے۔"

فریدی تھوڑی دیر تک اسے خاموشی سے دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔ "تمہیں ہر حال میں پولیس کی حراست میں رہنا پڑے گا۔ تمہارے لئے یہی مناسب ہے۔"

"خدارا مجھے بچایئے جناب! جس طرح دل چاہے تحقیق کر لیجئے۔ میرے بیان میں ذرہ برابر بھی جھوٹ نہیں ہے.... اگر اسے میری ذرہ برابر بھی پرواہ ہوتی تو وہ مجھے وہاں چھوڑ کر نہ جاتی۔ خود تو نکل ہی گئی تھی۔"

"قتل کی نیت تم بہر حال رکھتے تھے۔"

"م.... میں.... کیا بتاؤں....!" اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔

"اس کا نام....!" فریدی نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"ماریا....!"

"میریا....!"

"جی نہیں.... ماریا....!"

دفعتاً فریدی کے ذہن میں ایک خیال نے سر ابھارا۔

تھوڑی دیر بعد وہ پھر سر داؤد کی طرف جا رہا تھا.... اس سے ملنے میں کوئی دشواری نہیں پیش آئی کیونکہ وہ آج تو پولیس والوں کے لئے وقف ہی ہو چکا تھا۔

سر داؤد ایک صوفے پر بیٹھا پلکیں جھپکائے بغیر خلاء میں گھور رہا تھا۔ بچی اس کے کاندھے سے لگی ہوئی تھی اور اس کے چہرے پر کچھ ایسے ہی تاثرات پائے جا رہے تھے جیسے وہ کوئی بے سہار عورت ہو۔

"یہ بچی.... سر داؤد...." فریدی نے ہچکچاتے ہوئے ادھورا سوال کیا۔

"کیا بتاؤں کرنل....!" سر داؤد بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "آج ہی ساری مصیبتیں مجھ ٹوٹیں گی.... اب نرس غائب ہو گئی ہے.... بغیر اطلاع۔"

"غالباً آپ نے میریا نام بتایا تھا۔" فریدی کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "اور وہ یوریشین تھی۔"

"جی ہاں....!"

"اس کے اوپری ہونٹ پر چوٹ کا نشان ہے اور ٹھوڑی میں خفیف سا گڑھا بھی۔"

"جی ہاں.... وہی.... وہی.... کیا وہ آپ سے ملی تھی۔"

"آپ کسی دوسری نرس کا انتظام کیجئے سرداوُد.....!"

"کیوں.....کیوں.....!"

"میری فلٹ ہیٹ اسی نے برباد کرائی تھی۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"بس وہ چلی گئی! اب مجھے دیکھنا ہے کہ اس خودکشی میں اس کا ہاتھ کہاں تک تھا۔"

"خدا کے لئے وضاحت کیجئے۔ میرے خدا کیسی انہونی باتیں ہو رہی ہیں۔ ارے اس خودکشی میں اس کا ہاتھ کیسے ہو سکتا ہے.... میں نے اسے کبھی منہ نہیں لگایا تھا اور پھر خود بیگم ہی اسے کہیں سے اپنے ساتھ لائی تھیں اور ملازم رکھا تھا.....!"

"کیس الجھتا جارہا ہے سرداوُد....." فریدی نے سگار سلگا کر کہا۔

جھگڑا

حمید نے شراب کی بوتلیں توڑدی تھیں اور اب شہر میں چکراتا پھر رہا تھا۔ اسے حیرت تھی کہ فریدی اسے وہاں اس طرح کیوں چھوڑ گیا تھا۔ لیکن تھوڑی ہی دیر بعد وہ فریدی اور اس واقعے کو بھول گیا کیونکہ اب اس کے ذہن میں پرنس برونوف کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا.... اور وہ عورت جو کسی دوسرے موقعہ پر اس کے بوٹ چاٹتی ہوئی نظر آتی.... برونوف.... برونوف.... برونوف....!

اس کے ذہن میں لاوا سا ابل رہا تھا۔

اسی الجھن کے دوران میں وہ کیفے کاسینو کی طرف جا نکلا! ارادۃً ادھر نہیں آیا تھا لیکن بورڈ پر نظر پڑتے ہی اسے کنول یاد آئی، جو اسی کیفے میں کاوُنٹر کلرک کے فرائض انجام دیتی تھی۔ کنول وہی لڑکی تھی جس نے مسٹر کیو[1] والے کیس میں اس کی بڑی مدد کی تھی! خود مسٹر کیو کے گروہ سے کٹ کر اس سے آملی تھی.... اور مجرموں کی گرفتاری کے بعد وعدہ معاف گواہ بن گئی تھی۔

وہ سیدھا کاوُنٹر کی طرف چلا گیا۔ کنول رجسٹر پر جھکی ہوئی تھی اور اس کے ہونٹ آہستہ آہستہ ہل رہے تھے۔

---

1. اس داستان کے لئے جاسوسی دنیا کا خاص نمبر "لاشوں کا آبشار" جلد نمبر 9 ملاحظہ فرمائیں۔

حمید جیسے ہی اس کے قریب رکا اس نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے ہاتھ سے پنسل رکھ دی۔

"آہا.... کدھر چاند نکلا....!" وہ مسکرائی۔

حمید بھی مسکرایا لیکن اس کی مسکراہٹ کچھ تفکر آمیز سی تھی جسے کنول نے بھی محسوس کر لیا۔ وہ خاصی ذہین لڑکی تھی۔

"میں سمجھی تمہیں کوئی ضرورت ہی یہاں تک لائی ہے۔" اس نے کہا۔

"ضرورت.... ہو سکتا ہے۔" حمید نے لاپروائی سے کہا پھر بولا۔ "ادھر سے گذر رہا تھا کہ یاد آیا میں نے ابھی تک شام کی چائے نہیں پی۔"

"یہیں پیو گے یا کسی ٹیبل پر بھجواؤں۔"

"یہیں.... اسی جگہ....!"

"مگر تم کچھ متفکر سے نظر آ رہے ہو۔"

"ہاں آج کل میں راتوں کو سو نہیں سکتا۔"

"کوئی نیا عشق....!" کنول مسکرائی۔

"پرانے ہی وبال جان ہو رہے ہیں نئے کی ہمت کس میں ہے۔"

"پھر یہ اداسی کیوں؟"

"اداسی ہی تو میری زندگی ہے۔"

"آج کوئی نہیں ملی۔" کنول نے افسوس ظاہر کرنے کے سے لہجے میں پوچھا۔

"تم نے مجھے ہمیشہ غلط سمجھا ہے کنول....!" حمید نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "خیر فی الحال چائے۔"

کنول نے ایک ویٹر سے چائے کے لئے کہا اور پھر بولی۔ "اوہ کیپٹن میں نے اس دوران میں تمہیں بہت یاد کیا ہے۔"

"کیوں....؟"

"کیا تم پرنس برونوف کو جانتے ہو۔"

"پرنس برونوف....!" حمید کو ایسا لگا جیسے اس کی پیشانی پر بچھو نے ڈنک مار دیا ہو۔

"تم جانتے ہو شائد...!" کنول اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔

"ہاں شائد! میں اسے جانتا ہوں۔ مگر تم یہ کیوں پوچھ رہی ہو۔"

"اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔"

"میں نوفوں، شیفوں اور نسکیوں وغیرہ کے متعلق اچھے خیالات نہیں رکھتا۔"

"میں اس ایک آدمی کے متعلق پوچھتی ہوں۔"

"ظاہر ہے کہ اس کے متعلق تو خصوصیت سے اچھی رائے نہ رکھتا ہوں گا۔"

"مجھے تو یہ کوئی بہت بڑا فراڈ معلوم ہوتا ہے۔"

"اس خیال کی وجہ۔"

"میری چھٹی حس یہی کہتی ہے۔"

"مگر چھٹی حس کو دلیل کے طور پر تو نہیں استعمال کیا جاسکتا۔"

"میرا دعویٰ ہے کہ تم اس کے چکر میں ہو۔" کنول حمید کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی ہنسی۔

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ تم اس میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہی ہو۔"

"محض اس لئے کہ اونچے طبقہ کی عورتیں اسے گھیرے رہتی ہیں۔"

"لیکن تمہیں اس تک پہنچنے کا موقع نہیں نصیب ہوتا۔" حمید نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ مرچیں چبا کر آئے ہو شائد۔"

"اسی لئے چائے کی جلدی تھی مجھے! خیر.... ہاں تو اب کھل جاؤ.... برونوف میں تم کیوں دلچسپی لے رہی ہو۔ ظاہر ہے کہ تم پھسلنے والی لڑکیوں میں سے نہیں ہو۔"

"اس اچھے خیال کا شکریہ۔" کنول مسکرائی۔ "میں پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ میرا یہ خیال کسی دلیل پر مبنی نہیں ہے۔ بس یونہی! جرائم کے سلسلہ میں میری چھٹی حس کافی تیز ہے۔"

"چلو تسلیم ہے! لیکن برونوف کے سلسلہ میں جرم کی نوعیت کیا ہوگی۔"

"اسی لئے تو مجھے تمہاری تلاش تھی! جرم کی نوعیت کا اندازہ کرنا تمہارا کام ہے۔"

"یعنی یہ بھی ممکن ہے کہ اس شریف آدمی کی پگڑی میرے ہاتھوں اچھل جائے۔"

"شریف تو میں اسے لاکھ برس نہیں تسلیم کر سکتی۔"

"پتہ نہیں کیوں! تم اس سے بدگمان ہو گئی ہو۔"

"وہ کوشش کرتا ہے کہ اس کے گرد زیادہ سے زیادہ عورتیں ہوں۔ اس کے لئے وہ مختلف طریقے اختیار کرتا ہے۔ مثلاً آج ہی وہ ہائی سرکل نائٹ کلب میں خنجر پھینکنے کا مظاہرہ کرے گا۔ یونہی تفریحاً کوئی تک بھی ہے آخر....؟"

"مگر وہ تو صرف رائفل کلب میں اس قسم کے مظاہرے کرتا ہے۔"

"بہت پرانی بات ہے! اب وہ جگہ جگہ اپنے کمالات دکھاتا پھرتا ہے۔ بالکل پیشہ وروں کے سے انداز میں! میں کہتی ہوں کیا کوئی شریف آدمی اسے پسند کرے گا۔"

"تمہیں یقین ہے کہ وہ آج رات کو ہائی سرکل نائٹ کلب میں کچھ کرے گا۔"

"مجھے یہی اطلاع ملی ہے۔"

"اس حد تک دلچسپی لے رہی ہو اس میں کہ تمہیں اس کے متعلق باقاعدہ طور پر اطلاعات ملتی رہتی ہیں۔"

"یقیناً....!" کنول مسکرائی۔ "چور اور ہیرا پھیری والی مثل تو تم نے سنی ہی ہو گی۔ میں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ ان لوگوں کے ساتھ گذارا ہے جنہوں نے قانون شکنی کو بطور فن اختیار کیا تھا۔"

"مقصد....!"

"اوہ.... ڈیئر کیا تم بچے ہوئے ہو۔ ہیرا پھیری میں مقصد کہاں ہوتا ہے۔"

"ختم کرو....!" حمید ایک کرسی کھینچ کر بیٹھتا ہوا بولا۔ "چائے کہاں رہ گئی۔"

اتنے میں ویٹر نے چائے بھی لا کر کاؤنٹر پر رکھ دی۔

حمید سوچ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ کیا ہائی سرکل کلب ہی میں برونوف سے نپٹ لے! مگر کیوں؟ خود اس کی پوزیشن کیا تھی۔ وہ ایک ذمہ دار آفیسر تھا! برونوف کے رویہ سے اس کی انا ٹھیس ضرور لگی تھی، مگر اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ سرعام اسے للکارتا پھرتا۔

پھر پیالی کی چائے کے ساتھ ہی گویا اس کا غصہ بھی پگھل کر معدے ہی میں جا پڑا۔ وہ پرسکون تھا۔

پائپ میں تمباکو بھرتے ہوئے اس نے کہا۔ "پرسوں رائفل کلب میں ضرور آنا.... میں نے برونوف کا چیلنج قبول کر لیا ہے۔"

"تم نے.... اوہ.... دیکھو.... تم اتنی دیر سے مجھے خواہ مخواہ زچ کر رہے تھے۔"

”نہیں! میں صرف یہ چاہتا تھا کہ تم مجھے پرنس برونوف کے متعلق کیا بتا سکو گی۔“

”وہ تو پھر بتاؤں گی۔ پہلے تم بتاؤ کہ اب کیا وہ لوگوں کو چیلنج بھی کرنے لگا ہے۔“

”ہاں آں.... اکثر لاف و گزاف کرتا ہے۔ مقابلہ آج ہی ہو جاتا۔ مگر لیڈی داؤد کی خودکشی۔“

”کیا....؟“ کنول کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

”ہاں پچھلی رات لیڈی داؤد نے خودکشی کرلی اس لئے آج رائفل کلب بند رہے گا۔ وہ کلب کی ممبر تھی نا۔“

”خودکشی کی وجہ....!“ کنول کے لہجے میں اب بھی تحیر باقی تھا۔

”وجہ ابھی نہیں معلوم ہو سکی۔ مگر کیا تم لیڈی داؤد کو ذاتی طور پر جانتی تھیں۔“

”نہیں.... صورت آشنا کہہ سکتے ہو۔ ویسے میں ان ساری عورتوں کو پہچانتی ہوں جو برونوف کے گرد منڈلاتی رہی ہیں۔“

”اور لیڈی داؤد بھی انہیں میں سے تھی.... کیوں؟“

”یقیناً تھی....!“

”پھر کیا تم خودکشی کے اسباب پر روشنی ڈال سکو گی۔“

”خودکشی کے اسباب پر جب تم ہی روشنی نہیں ڈال سکے ہو تو پھر میں کیا کہوں؟ ویسے مجھے یقین ہے کہ وہ بھی اس کی پرستاروں میں سے تھی.... دیکھو کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ برونوف نے اس کا دل توڑ دیا ہو۔ پہلے محبت کی پینگیں بڑھی ہوں اور پھر ایک دن لیڈی داؤد کو اطلاع ملی ہو کہ وہ تو ہرجائی ہے۔ آج کل کوئی دوسری اس کا پہلو گرما رہی ہے.... بس پھر اس نے خودکشی کرلی ہو.... سر داؤد تو شائد بوڑھا آدمی ہے۔“

حمید اس کے خیال پر رائے زنی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ابھی اسے کنول سے بہت سی باتیں معلوم کرنی تھیں۔ اسلئے گفتگو کو آگے بڑھانے کیلئے ضروری تھا کہ وہ مختلف قسم کی بحثوں میں نہ پڑے۔

اس موقعہ پر حمید کو وہ عورت یاد آئی جس نے آج اس کی توہین کرنے کی کوشش کی تھی۔

”کیا تم اس عورت کو بھی جانتی ہو جس کے نچلے ہونٹ کے نیچے بائیں جانب ایک چھوٹا سا ابھرا ہوا تل ہے....!“ حمید نے پوچھا۔

”میرے خدا.... تم کتنے غور سے دیکھتے ہو۔ ہاں میں اسے جانتی ہوں۔ وہ بھی برونوف میں

دلچسپی لے رہی ہے۔"

"کون ہے....!"

"رائے بہادر شنکر سرن کی بیوی.... شیلا درپن.... وہ ایک اچھی آرٹسٹ بھی ہے۔ پچھلے سال اس کی چند تصاویر نیشنل آرٹ گیلری میں لگائی گئی تھیں۔"

"ہم....!" حمید اپنا بایاں گال کھجانے لگا۔ پھر آنکھیں بند کر کے مسکراتا ہوا بولا۔ "اس عورت نے میری نیندیں چھین لی ہیں.... اور میں آج کل زیادہ سے زیادہ کھانے لگا ہوں۔"

"آدم خور.... نہیں تم جھوٹے ہو.... کوئی اور چکر ہے۔"

"کچھ نہیں.... میں بس اتنا ہی چاہتا ہوں کہ وہ کبھی کبھی میری طرف دیکھ کر مسکرادیا کرے۔"

"بکواس.... اب میں تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گی۔ بیوقوف بنا کر معلومات حاصل کررہے ہو۔"

"مت بتاؤ.... مگر چائے کے پیسے تو بتا ہی دو.... ظاہر ہے تم اتنی شریف بھی نہیں ہو کہ خود سے کبھی چائے آفر کرو۔"

کچھ دیر تک حمید اسے زچ کرتا رہا پھر اٹھ گیا۔ اس سے کچھ زیادہ کام کی باتیں نہیں معلوم ہو سکی تھیں۔

اب وہ سوچ رہا تھا کہ اسے ہائی سرکل کلب ضرور جانا چاہئے۔

تقریباً آٹھ بجے وہ وہاں پہنچ گیا اور عادت کے مطابق سب سے پہلے منیجر کے کمرے کا رخ کیا۔ وہ جب بھی یہاں آتا تھا اسے کچھ دیر پریشان کئے بغیر ہال میں قدم نہیں رکھتا تھا۔

جیسے ہی وہ دروازے کے قریب پہنچا اندر سے منیجر کے گھگھیانے کی آواز آئی۔

"کبھی کبھی میرا بھی کہنا مان لیا کرو۔" اس نے انگریزی میں کہا تھا۔

"نہیں.... نہیں.... نہیں....!" یہ کسی عورت کی آواز تھی۔

حمید مسکرایا۔ اسے اطلاع ملی تھی کہ ہائی سرکل کے ننھے منے منیجر نے جو بے حد عاشق مزاج اور رنگین طبع تھا حال ہی میں ایک موٹی سی یوریشین عورت سے شادی کرلی تھی، لیکن ابھی حمید نے اس کی بیوی کو دیکھا نہیں تھا۔

"اف فوہ.... میں تمہیں کیسے سمجھاؤں ڈیئر....!" پھر منیجر کی آواز آئی۔ یہ جملہ اس نے انگریزی میں کہا تھا اور پھر اردو میں "بقول شاعر" کہہ کر خاموش ہو گیا تھا۔ کیونکہ ٹھیک اسی و

حمید نے دروازے پر دستک دی تھی اور پھر منیجر نے کھنکار کر کہا تھا "کم ان.... پلیز....!"

حمید دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا.... ایک موٹی سی جوان العمر یوریشین عورت میز پر دونوں ہاتھ ٹیکے کھڑی تھی۔

منیجر کی آنکھوں میں پہلے تو الجھن کے آثار نظر آئے لیکن پھر یک بیک اس کا چہرہ کھل اٹھا۔

"آیئے.... آیئے جناب کپتان صاحب آپ تو بقول شاعر دہان و کمر کی طرح معدوم ہو رہے ہیں آج کل۔" منیجر اُٹھ کر حمید کا استقبال کرتا ہوا بولا اور اسی وقت یوریشین عورت نے میز پر گھونسہ مار کر کہا۔ "پروگرام میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔"

پھر وہ کمرے سے باہر چلی گئی۔ حمید نے محسوس کیا کہ منیجر کے چہرے پر جھلاہٹ کے آثار پیدا ہو گئے تھے۔

اس نے دانت پیس کر بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "خدا غارت کرے تمہیں۔"

"کیا مطلب....!" حمید غرایا۔

"اوہ.... جی!" منیجر چونک پڑا.... پھر خفت آمیز لہجے میں بولا۔ "تخاطب آپ سے نہیں تھا جناب.... تشریف رکھئے نا۔ آپ سے بڑی شکایت ہے۔ اب آپ بہت کم تشریف لاتے ہیں۔"

"اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا۔" حمید بولا۔

"اوہ.... بھول جایئے پچھلی باتوں کو جناب۔"

"کیا یہ محترمہ تھیں۔"

"جی ہاں....!" منیجر نے ٹھنڈی سانس لی۔

"تم کچھ غیر مطمئن سے معلوم ہوتے ہو۔"

"آ.... ہا.... " منیجر نے پھر ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "کیا پوچھتے ہیں کپتان صاحب! ہر چمکدار چیز سونا نہیں ہوتی۔"

"مگر یہ چیز تو وزن دار بھی معلوم ہوتی ہے۔"

"آپ بھی اڑا لیجئے مضحکہ....!" منیجر نے دردناک آواز میں کہا۔ "بقول شاعر اے دیکھنے والو مجھے ہنس ہنس کے نہ دیکھو، تم کو بھی مقدر کہیں مجھ سا نہ بنا دے۔"

"میرا مقدر اتنا فربہ نہیں ہے کہ مجھے تم سا بنا سکے۔" حمید بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔

"ختم کیجئے۔" منیجر بیزاری سے بولا۔ "آپ ہمیشہ دوستی کا دم بھرتے رہے ہیں اب میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ میرے لئے کیا کر سکتے ہیں۔"

"خیریت....!" حمید نے متحیرانہ لہجے میں سوال کیا۔

"خیریت ہی ہے.... لیکن میں اپنے کلب کے مستقبل سے مایوس ہوتا جارہا ہوں۔ بعض مستقل ممبروں کی ضدیں اکثر میرے لئے بڑی پریشان کن بن جاتی ہیں۔"

"مثلاً....!"

"آپ پرنس برونوف کو جانتے ہیں؟"

پھر وہی پرنس برونوف! حمید نے ہونٹ بھینچ کر ایک طویل سانس لی۔

"ہاں نام تو سنا ہے۔"

"یہ بھی سنا ہوگا کہ شہر کی ساری عورتیں ان دنوں پاگل ہو رہی ہیں۔"

"اگر یہی خبر سنانے والے ہو تو یقیناً تم کافی پریشان ہو گے۔"

"سمجھنے کی کوشش کیجئے کپتان صاحب۔" منیجر نے میز پر ہاتھ مار کر کہا۔

"کوشش کر رہا ہوں۔"

"کلب کے کنوارے ممبر بضد ہیں کہ برونوف خنجر پھینکنے کے کمالات دکھائے لیکن شادی شدہ ممبر اُسے پسند نہیں کرتے.... مجھ سے زبردست غلطی ہوئی تھی۔"

"تم سے کیا غلطی ہوئی تھی۔"

"میں نے برونوف کو ممبر کیوں بنایا تھا۔"

"تم روک سکتے ہو اس مظاہرے کو۔"

"یہی تو مصیبت ہے کہ نہیں روک سکتا۔"

"غالباً محترمہ نے اسی پروگرام کے لئے کہا تھا....!" حمید مسکرایا۔

"جی ہاں....!" منیجر نے آہستہ سے کہا اور سر جھکا کر میز کی سطح پر ناخن سے خراشیں ڈالنے لگا۔

"پھر تم کیا چاہتے ہو.... میں کس طرح دوستی کا حق ادا کر دوں۔"

"کچھ کیجئے.... ایسا کچھ کہ وہ یہاں آنا ہی چھوڑ دے۔"

"ماردوں....!"

"ارے نہیں! مطلب یہ کہ آپ اسے کسی طرح نیچا دکھائیں اور وہ ادھر کا رخ کرنا چھوڑ دے۔ آپ بھی تو بڑے نشانہ باز ہیں۔ میں نے انور اور رشیدہ کی زبانی سنا ہے.... خنجر پھینکنے میں بھی آپ اپنا جواب نہیں رکھتے۔"

"پھر کیا تم مقابلہ کرانا چاہتے ہو۔"

"یہی سمجھ لیجئے....! اگر کچھ لوگ اس پر مصر ہیں کہ برونوف اپنے کمالات دکھائے تو کچھ لوگ آپ کے نام کا بھی اعلان کر سکتے ہیں۔"

"میں ایک ذمہ دار آفیسر بھی ہوں اس کا خیال رکھو۔"

"ارے آپ ایسا کہہ رہے ہیں کپتان صاحب۔ جب آپ اپنے رفیق حیات بکرے صاحب کو کار میں لے کر نکلتے ہیں اس وقت کہاں چلی جاتی ہے آفیسری۔"

"اس وقت میں ڈیوٹی پر نہیں ہوتا۔"

"تو کیا آپ یہاں اس وقت کسی سرکاری کام سے آئے ہیں۔"

"ہاں یقیناً! مجھے یہ معلوم کرنا ہے کہ شنکر سرن کی بیوی شیلا درپن بھی تمہارے کلب کی ممبر ہے یا نہیں۔"

"کیوں....؟"

"یہ نہیں بتایا جاسکتا۔"

منیجر کچھ سوچنے لگا پھر آہستہ سے بولا۔ "آپ لیڈی داؤد کی خودکشی کے سلسلہ میں تفتیش تو نہیں کر رہے۔"

"کیوں؟ تم نے شیلا درپن کے ذکر پر اس کا حوالہ کیوں دیا۔"

"میرے خدا.... تو آپ سچ مچ میرا دماغ ہی خراب کرنے آئے ہیں۔"

"یہی سمجھ لو.... لیکن جلدی سے زبان کھولو! ہو سکتا ہے کہ اس کے بعد میں تمہاری مدد ہی سکوں۔"

"ایک ہفتہ پہلے کی بات ہے.... اسی کمرے میں بڑی شدید جنگ ہوئی تھی۔ دونوں کے درمیان اور لیڈی داؤد نے شیلا درپن کے گال پر تھپڑ مارا تھا اور پھر دونوں بھوکی شیرنیوں کی طرح ایک دوسرے پر جھپٹ پڑی تھیں۔ شیلا درپن لیڈی داؤد سے کمزور پڑتی تھی۔ اس لئے اس نے

اسے رگڑ ڈالا تھا۔ میں نے یہی مناسب سمجھا تھا کہ کمرہ اندر سے بند کردوں تاکہ اس فری اسٹائل سے دوسرے محظوظ نہ ہو سکیں۔" منیجر خاموش ہو کر پلکیں جھپکانے لگا۔

لاش

حمید نے پائپ سلگا کر دو تین گہرے کش لئے اور کرسی کی پشت سے ٹک گیا وہ نیم وا آنکھوں سے منیجر کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"یہ جھگڑا کس بات پر ہوا تھا ڈیئر مسٹر منیجر!"

"میں نہیں جانتا۔"

"اوہ تو وہ بس یونہی ایک دوسرے پر جھپٹ پڑی تھیں۔"

"نہیں دیکھئے میں بتاتا ہوں۔ شیلا درپن یہاں پہلے ہی سے موجود تھیں وہ یہاں کسی کا انتظار کر رہی تھیں۔"

"کس کا انتظار کر رہی تھیں۔"

"یہ نہیں بتایا تھا۔ بس اتنا کہا تھا کہ میں یہاں کچھ دیر بیٹھ کر ایک آدمی کا انتظار کروں گی۔ شائد دس منٹ بعد لیڈی داؤد کمرے میں داخل ہوئی تھیں.... اور انہوں نے ان کے منہ پر مار کر کہا تھا یہ ہے جواب.... اور بس پھر جنگ شروع ہو گئی تھی۔ ایسی جنگ زندگی میں پہلی بار دیکھی تھی۔ دونوں خاموشی سے ایک دوسرے کو نوچ کھسوٹ رہی تھیں۔"

"لیکن تم نے ان دونوں کو الگ کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔"

"میں نروس ہو گیا تھا۔"

"پھر وہ الگ کیسے ہوئی تھیں۔"

"جب شیلا درپن بے ہوش ہو گئی تھی تو لیڈی داؤد نے ان پر تھوکا تھا اور باہر نکل گئی تھیں۔

حمید پھر سوچ میں پڑ گیا۔ آخر اس نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"آج کل برونوف کے ساتھ زیادہ تر کون عورت دیکھی جاتی ہے۔"

"زیادہ تر عورتیں ہی دیکھی جاتی ہیں.... اس کے گرد تو بھیڑ رہتی ہے کپتان صاحب!"

"کبھی یہ شیلا درپن بھی اس بھیڑ میں نظر آئی تھی۔"

"نہیں! میرا خیال ہے کہ میں نے انہیں بھیڑ میں کبھی نہیں دیکھا۔"

"اور لیڈی داؤد.....!"

"جی نہیں! مگر آپ انہیں برونوف سے کیوں منتھی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

"کچھ نہیں.... ہاں تو کیا یہاں کلب میں پھینکے جانے والے خنجروں کا کچھ اسٹاک موجود ہے۔"

"نہیں.... وہ لوگ مہیا کریں گے۔"

"کیا تم نے باقاعدہ طور پر اجازت نامہ حاصل کیا ہے۔"

"کیسا اجازت نامہ.....!"

"بغیر لائسنس یا اسپیشل پرمٹ خنجر نہیں استعمال کئے جا سکتے۔"

"ارے باپ رے.... پھر کیا ہو گا۔"

"اگر برونوف نے یہاں مظاہرہ کیا تو کل تم حوالات میں نظر آؤ گے۔"

"پھر بتائیے میں کیا کروں۔"

"کیا بتاؤں! اگر تم بھی زد میں نہ آئے ہوتے تو میں عین وقت پر برونوف اور اس کے حواریوں کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگا دیتا۔"

"واقعی یہ بات بڑی بے تکی رہے گی۔" منیجر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بقول شاعر.....!" حمید مسکرایا۔

پھر اس نے فون پر گھر کے نمبر رنگ کئے۔ اسے توقع تھی کہ فریدی گھر ہی پر ہو گا۔ لیکن وہ موجود نہیں تھا۔ وہ دراصل فریدی سے اس مسئلہ پر مشورہ لینا چاہتا تھا کہ برونوف کا یہ مظاہرہ ہونے دے یا نہیں۔ رائفل کلب کی اور بات تھی۔ اس کے پاس اس قسم کے مظاہروں کے لئے باقاعدہ طور پر لائسنس تھا.... لیکن دوسری تفریح گاہوں میں خنجروں یا ریوالوروں کا کھیل قانون کی حدود میں داخل ہو جاتا تھا۔

فریدی گھر پر موجود نہیں تھا لیکن ملازم کے بیان کے مطابق وہ کئی بار حمید کے لئے گھر پر رنگ کر چکا تھا۔ حمید نے ملازم کو تاکید کر دی تھی کہ اب اگر فریدی کی کال آئے تو وہ اسے ہائی کل کلب کے لئے ڈائرکٹ کر دے۔

اب بہر حال اسے کچھ دیر وہیں ٹھہر کر فریدی کی کال کا انتظار کرنا تھا۔

"میں تو یہ چاہتا تھا جناب کہ آپ اس کا منہ پھیر دیتے۔" منیجر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "تا کہ ان عورتوں کی دیوانگی دور ہو.... یہ برونوف کو دوسری دنیا کا آدمی سمجھتی ہیں۔"

"تم مطمئن رہو! وہ تمہاری بیوی کو لفٹ نہیں دے گا۔"

"آپ الٹی سیدھی باتیں کرنے لگتے ہیں۔" منیجر نے غصیلی آواز میں کہا۔ "میرا یہ مطلب نہیں تھا۔"

حمید خاموشی سے پائپ کے کش لیتا رہا.... وہ لیڈی داؤد اور شیلا درپن کے متعلق سوچ رہا تھا۔ کیا کنول ہی کا خیال درست تھا۔ لیڈی داؤد کی جگہ شیلا نے لی ہو۔ دونوں کے جھگڑے کا مقصد یہی رہا ہو.... اور پھر انتہائی مایوسی کے عالم میں عاشق مزاجوں کو خودکشی ہی کی سوجھتی ہے۔ لیکن پھر فریدی کے فلٹ ہیٹ میں سوراخ کا کیا مطلب تھا.... اگر یہ معاملہ صرف رقابت تک محدود ہوتا تو فریدی پر فائر کیوں کیا جاتا۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی جس کے لئے قانون پھانسی کے پھندے تیار کرتا۔ الف کو بے سے محبت تھی۔ درمیان میں جیم آکودی۔ "بے" جیم کی طرف مائل ہو گیا۔ الف نے خودکشی کرلی.... پھر! کیا قانون اس کے لئے بے یا جیم کو سزا دے گا.... اگر نہیں تو.... ان میں سے کسی کو اس خودکشی کی تفتیش سے خلجان کیوں ہو کہ وہ پہ کر فائرنگ پر اتر آئے؟

حمید سوچتا رہا.... اور پائپ کی تمباکو راکھ ہوتی رہی۔

دفعتاً فون گنگنا اٹھا۔ منیجر نے ریسیور اٹھا کر کسی کی کال ریسیو کی اور پھر ریسیور حمید کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو....!"

"حمید....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "تمہیں گھر پر موجود ہونا چاہئے تھا۔"

"مجھے تو اسی بار کے سامنے موجود ہونا چاہئے تھا جہاں چھوڑا گیا تھا۔" حمید نے بُرا سا منہ بنا کر

"حالات ایسے تھے کہ مجھے فوراً ہی ایکشن لینا تھا۔ تم کیا کرتے پھر رہے ہو۔"

حمید نے اسے برونوف کے بارے میں بتایا کہ وہ آج رات کو ہائی سرکل میں خنجر بازی کا مظاہرہ کرے گا۔

"اوہ.... اسے چھوڑو! وقت برباد نہ کرو.... بیس منٹ کے اندر اندر آفس پہنچ جاؤ۔"

"رات کو آفس....!"

"میرا سیکشن آج اس وقت بھی کام کر رہا ہے۔"

"کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ میرا تبادلہ کسی دوسرے سیکشن میں ہو جائے۔"

"نہیں بکواس مت کرو....!"

"اچھی بات ہے۔" حمید نے ریسیور رکھتے ہوئے ایک طویل سانس لی۔ پھر منیجر سے بولا۔ "بقول شاعر سکھی ری ڈولی میں ہو جا سوار.... اب چلدیئے! اگر وہ لوگ برونوف کے مظاہرے پر زور دیں تو مجھے فون کر دینا۔ لیکن اس کا علم کسی کو نہ ہونے پائے کہ میں تم سے برونوف یا شیلا کے متعلق کسی قسم کی گفتگو کر چکا ہوں۔"

"بہت بہتر جناب.... مگر میں تو یہ چاہتا تھا۔"

"پرسوں رات رائفل کلب میں یہ بھی دیکھ لینا۔ میں نے برونوف کا چیلنج قبول کر لیا ہے۔ رائفل کلب میں ہر قسم کے مظاہرے میں حصہ لے سکتا ہوں کیونکہ رائفل کلب ایسے مظاہروں کے لئے خصوصی پرمٹ رکھتا ہے۔"

"میں بس یہی چاہتا تھا کہ اس کی بقول شاعر ہوا بگڑ جائے۔"

"اچھا....!" حمید اٹھتا ہوا بولا۔ "بقول شاعر.... میں تو چلی پیا کے دیس میکے سے ناطہ توڑ کے۔"

پھر بیس منٹ کے اندر ہی اندر وہ آفس پہنچ گیا۔ لیکن اسے یہ دیکھ کر بے حد غصہ آیا کہ فریدی اپنی میز پر بیکار بیٹھا ہوا ہے۔

وہ چپ چاپ اپنی میز پر بیٹھ کر طبلہ بجانے لگا۔ فریدی اسے گھور رہا تھا۔

"کوئی خاص خبر....!" اس نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"خاص الخاص....!" حمید ہاتھ روکتا ہوا بولا۔ "میں اپنا بستر بھی یہیں منگوا رہا ہوں۔ بارات یہیں سے جائے گی۔"

"ہائی سرکل میں برونوف کے متعلق اور کیا معلوم کیا۔"

"آپ بتایئے.... وہ جانور کہاں ہے۔ جھلاہٹ میں میں نے ایک سو اسی روپیوں کا خون کر دیا۔"

"کیوں....؟"

"دو بوتلیں بہترین اسکاچ کی خریدی تھیں.... باہر آکر توڑ دیں۔ کہاں لٹکائے پھرتا۔"

"گھر واپس جاسکتے تھے۔"

"موقعہ نہیں تھا.... آج میں بے حد اداس ہوں۔"

"کب نہیں ہوتے۔" فریدی نے بُرا سامنہ بنا کر کہا۔

"مگر اب آپ سے ایسی غلطیاں سرزد ہونے لگی ہیں، جو پہلے کبھی نہیں ہوئیں۔"

"مثلاً....!"

"آپ نے سر داؤد سے یہ نہیں پوچھا کہ لیڈی داؤد مزاج کی کیسی تھی۔"

"کیوں....؟"

"کیونکہ میں جانتا ہوں.... وہ ایک جھگڑالو عورت تھی اور پچھلے ہفتے اس نے رائے بہادر شنکر سرن کی بیوی کو مار مار کر بیہوش کر دیا تھا۔"

"کہاں....؟"

"ہائی سرکل کے آفس میں....!"

"وجہ....!"

"وجہ نہیں معلوم ہو سکی! شیلا منیجر کے آفس میں کسی کا انتظار کر رہی تھی کہ لیڈی داؤد اندر داخل ہوئی اور شیلا کے گال پر ایک ہاتھ چھوڑ دیا! پھر دونوں لپٹ پڑیں! منیجر کا بیان ہے کہ وہ منہ سے ایک لفظ بھی نکالے بغیر ایک دوسری کو نوچ کھسوٹ رہی تھیں۔ پھر شیلا بے ہوش ہو کر گر گئی اور لیڈی داؤد نے اس پر تھوکا تھا.... اس کے بعد پھر وہ وہاں نہیں ٹھہری تھی.... شیلا نے بھی ہوش میں آنے کے بعد منیجر کو اس جھگڑے کی وجہ نہیں بتائی تھی۔"

"منیجر سے یہ تو ضرور کہا ہو گا کہ وہ اس کا تذکرہ کسی سے نہ کرے۔" فریدی نے پوچھا۔

"اوہ! مجھے اس کے متعلق منیجر سے سوال کرنا چاہئے تھا۔" حمید نے متاسفانہ لہجہ میں کہا۔

فریدی تھوڑی دیر تک خاموشی سے حمید کی طرف دیکھتا رہا پھر بولا۔ "مگر تمہیں اس واقعہ میں کون سی خاص بات نظر آئی ہے، جو موجودہ کیس کے سلسلہ میں مفید ثابت ہو سکے۔"

"آج میں نے برونوف اور شیلا درپن کو ساتھ دیکھا تھا۔" حمید نے کہا اور بار کا واقعہ دہرا دیا۔

"کبھی کسی تفریح گاہ میں بھی دونوں ساتھ نظر آئے تھے۔" فریدی نے پوچھا۔

"نہیں.... کبھی نہیں۔ تفریح گاہوں میں تو برونوف کے ساتھ لڑکیوں کی بھیڑ ہوتی ہے۔"

"گڈ....!" فریدی کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں.... پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا بیسور اٹھایا۔ کسی کے نمبر ڈائیل کئے اور ماؤتھ پیس میں بولا۔ "ہیلو.... تھرٹین.... تھرٹین! ے از ہارڈ اسٹون.... معلوم کرو کہ رائے بہادر شنکر سرن کی بیوی شیلا درپن نے ابھی حال ہی کسی عورت کو ملازم رکھا ہے.... نہیں عورت یا مرد کی تخصیص نہیں ہے.... مطلب یہ کہ د اس نے کسی کو ملازم رکھا ہو.... شنکر سرن نے نہیں۔ کیا سمجھے.... ہاں کتنی دیر انتظار کیا ئے۔ آں.... اچھا ٹھیک ہے۔"

فریدی نے ریسیور کریڈل میں ڈال دیا اور حمید کھڑا پلکیں جھپکاتا رہا۔

"یہ نوکر رکھنا کہاں سے نکل پڑا۔" اس نے حیرت سے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ یہی چیز تمہاری دلچسپی کا باعث بن سکے۔" فریدی مسکرایا۔

"میں پوچھتا ہوں آپ غائب کہاں ہو گئے تھے۔"

فریدی نے اب اپنی روداد مختصر الفاظ میں دہرائی.... حمید تحیر آمیز انداز میں سنتا رہا۔ پھر نی ختم ہو جانے کے بعد تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔

"تو.... وہ میریا ہی تھی۔" حمید نے پوچھا۔

"ہاں.... سرداؤد کا بیان کردہ حلیہ اس لڑکی سے مطابقت رکھتا ہے۔"

"پھر اب ہم کدھر جا رہے ہیں۔"

"تھرٹین سے جواب مل جانے پر کچھ کہہ سکوں گا۔"

"یہ تھرٹین کیا بلا ہے۔"

"نمبر....!"

"ایسے کتنے نمبر ہیں۔"

"لاتعداد....!"

"تب پھر میں آج سے آپ کو کرنل کی بجائے نمبر دار کہوں گا۔"

"ابھی شروع کر دو....!" فریدی مسکرایا۔

"یہ آپ کی بلیک فورس کب میری سمجھ میں آئے گی۔"

"کبھی نہیں.... اس کے چکر میں نہ پڑو۔"

"خیر دیکھا جائے گا۔"

"اگر تم نے اس سلسلہ میں چھان بین شروع کی تو تمہیں افسوس ہوگا۔ وقت کی بربادی۔"

"مجھے اتنی فرصت کہاں ہے کہ خواہ مخواہ دردسری مول لیتا پھروں۔" حمید نے بُرا سامنہ بنا کر کہا۔

دفعتاً سارجنٹ رمیش کمرے میں داخل ہوا۔

"کیا خبر ہے؟" فریدی نے اس کی طرف دیکھے بغیر پوچھا۔

"اس نمبر کی کوئی کار ٹریفک پولیس کے رجسٹر ہی میں درج نہیں ہے۔" رمیش نے جواب دیا۔

"مجھے یقین تھا کہ ایسا ہی ہوگا۔"

"کیسی کار....!" حمید نے پوچھا۔

"یہ اسی کار کا تذکرہ ہے جس پر وہ لڑکی فرار ہوئی تھی۔ میں نے اس کے نمبر قریب سے دیکھے اور ذہن نشین کئے تھے۔"

"بے حد چالاک لوگ معلوم ہوتے ہیں جناب۔" رمیش نے کہا۔

"گاؤدی قسم کے لوگوں میں مجرمانہ رجحانات شاذونادر ہی پائے جاتے ہیں۔" فریدی نے پھر تھوڑے توقف کے ساتھ بولا۔ "اچھا رمیش اب تم جاسکتے ہو۔ شکریہ۔"

رمیش چلا گیا۔

حمید پائپ میں تمباکو بھرنے لگا۔

"لیکن آخر یہاں بیٹھے رہنے سے کیا فائدہ۔" کچھ دیر بعد اس نے کہا۔

"کیا تم سچ مچ میری کھوپڑی میں سوراخ دیکھنا چاہتے ہو۔" فریدی مسکرایا۔

حمید خاموش ہی رہا۔

"رمیش کے خیال کے مطابق یہ لوگ واقعی بہت چالاک ہیں۔" فریدی نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "یہی دیکھ لو کہ میں نے حملہ آور کو پکڑ لیا ہے، لیکن اس کے باوجود بھی اصل مجرموں کے متعلق اندھیرے میں ہوں۔"

"اوہ.... تو کیا آپ کو اس ریٹائرڈ فوجی کے بیان پر یقین آگیا ہے۔"

"بے یقینی کی کوئی وجہ نہیں.... اگر اس آدمی کے توسط سے اصل مجرموں تک پہنچنا ممکن ہوتا تو وہ لڑکی اسے وہاں کبھی نہ چھوڑ جاتی۔ اگر چھوڑتی بھی تو زندہ ہرگز نہ چھوڑتی۔"

"اچھا تو.... میریا کو خود لیڈی داؤد ہی نے ملازم رکھا تھا۔"

"سر داؤد کا یہی بیان ہے۔"

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ ہمارا رخ کدھر ہے۔"

"رخ فی الحال کسی طرف بھی نہیں ہے۔ ابھی تو اتنا مواد بھی نہیں ملا کہ کوئی ایک نظریہ ہی قائم کیا جاسکے۔"

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی.... فریدی نے ریسیور اٹھالیا۔

"لیس اٹ از ہارڈاسٹون....!" اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

تھوڑی دیر تک کچھ سنتا رہا پھر بولا۔ "تمہیں یقین ہے.... اچھا.... ہاں.... ہاں.... ٹھیک ہے آں.... اچھا اچھا.... بہر حال میں مطمئن رہوں کہ اس کا انتخاب شیلا ہی نے کیا تھا.... اچھا.... بس....!"

فریدی نے ریسیور رکھ کر ایک طویل سانس لی اور تھوڑی دیر بعد بولا۔ "ابھی حال ہی میں شیلا نے ایک لڑکی بطور پرائیویٹ سیکریٹری رکھی ہے۔"

"لڑکی بطور پرائیویٹ سیکریٹری....!" حمید نے حیرت سے کہا۔

"کیوں....؟"

"عورتیں عموماً لڑکے رکھتی ہیں۔"

فریدی پھر خاموش ہو گیا۔ غالباً وہ اس بے تکی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا تھا۔

"اب آپ کیا سوچ رہے ہیں۔" حمید نے اسے پھر چھیڑا۔

"میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اس پرائیویٹ سیکریٹری کی باقاعدہ طور پر نگرانی کی جائے۔"

"ہاں.... یقیناً۔ لیکن میں اس کی عمر معلوم کیے بغیر اس کا ذمہ ہرگز نہ لوں گا۔"

فریدی کچھ کہنے ہی والا تھا کہ فون کی گھنٹی پھر بجی۔

"لیس....!" فریدی نے ریسیور اٹھا کر بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "کون ہے! اوہ.... ہیلو.... کیا بات ہے۔ کیا کہا لاش.... میرے خدا کیا آج لاشوں کا چرخہ ختم ہی نہ ہوگا.... اچھا

ٹھہرو.... میں آرہا ہوں۔"

فریدی نے پھر سلسلہ منقطع کر دیا۔

"کون تھا....!" حمید نے پوچھا۔

"جگدیش! کوتوالی میں ایک یوریشین لڑکی کی لاش موجود ہے۔"

"کیا مطلب.... میریا....!" حمید چونک پڑا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہی ہو.... اگر یہ اس کی لاش ہوئی تو یہ سمجھ لو کہ ہم نے ایک بہترین گواہ سے ہاتھ دھو لئے۔"

"میں نہیں سمجھا....!"

"لاش کی بائیں کنپٹی پر زخم ہے۔ گولی وہیں لگی تھی۔ اگر اس نے بھی خود کشی نہیں کی تو یقین رکھو کہ وہ اصل مجرموں سے واقف تھی۔"

فریدی کی کار کچھ دیر بعد کمپاؤنڈ سے باہر نکل رہی تھی۔ کوتوالی تک کا راستہ بہت تھوڑے وقت میں طے ہو گیا۔ کیونکہ فریدی نے خاصی رفتار سے ڈرائیونگ کی تھی۔

دونوں ہی نے مردہ خانے میں میریا کی لاش دیکھی۔ فریدی نے تصدیق کی کہ یہ وہی لڑکی تھی جس نے آج دوپہر کو اسے قتل کرا دینے کی کوشش کی تھی۔"

پھر سر داؤد کو بھی کوتوالی تک آنے کی زحمت گوارا کرنی پڑی۔ اس نے بھی میریا کی لاش شناخت کر لی۔ سر داؤد کی حالت بہت ابتر تھی اسے فوراً ہی واپس کر دیا گیا۔

"تو پھر اب کہیں شیلا درپن کی بھی شامت نہ آجائے۔" حمید نے کہا۔

فریدی کچھ نہ بولا۔ وہ کسی گہری سوچ میں تھا۔

درخواست

دوسرے دن حمید فن آئی لینڈ کے ایک ویران حصے میں جانو سے نشانہ بازی کی ٹریننگ لے رہا تھا۔

اسے اس بوڑھے کی صلاحیتوں پر رشک آنے لگا تھا۔ اس کی آنکھیں اس عمر میں بھی بے

چمکدار تھیں۔ شراب ان میں دھندلا پن پیدا کرنے کی بجائے اور زیادہ چمکا دیتی تھی اور جانو کے تھکے ہوئے جسم میں ایسی تیزی آجاتی تھی جیسے وہ ربر کا ہو اور کسی قسم کا میکنزم اسے متحرک رکھنے میں مدد دیتا ہو۔ وہ اس وقت حمید کے لئے پنگ پانگ کی گیندیں اچھال رہا تھا۔

"ہاتھ سیدھا رکھو لڑکے.... ورنہ ساری انگلیاں توڑ دوں گا۔" یک بیک وہ غرایا۔

تیسری گیند پر حمید کا ہاتھ بہک گیا تھا اور وہ زمین پر گری تھی۔

"تم سیدھے کھڑے ہو کر ہی نہیں سنبھال سکتے۔ سر کے بل کھڑے ہو کر کیا کرو گے۔" جانو نے کہا۔

"وہ بہت آسانی سے کر سکوں گا۔ میں الٹا پیدا ہوا تھا۔ اوندھی کھوپڑی رکھتا ہوں۔" حمید جھلا گیا۔

جانو نے زمین سے بوتل اٹھا کر تین چار گھونٹ لئے اور پھر کاک لگا کر اسے ایک طرف لڑھکا دیا۔

وہ سوڈا ملائے بغیر پی رہا تھا۔ ایک بوتل صاف کر چکا تھا اور ابھی کچھ دیر پہلے دوسری کھولی تھی۔

حمید گھاس پر بیٹھ گیا۔ جانو سرخ سرخ آنکھوں سے اسے گھور رہا تھا۔

"تم دونوں مفت میں اپنی زندگی برباد کر رہے ہو۔" اس نے کچھ دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "آج کا گریٹ آدمی کل میری ہی طرح مایوس اور پست ہو جائے گا۔"

"ہو سکتا ہے ہم آج بھر کے ہوں۔" حمید بولا۔

"کہنے کی باتیں ہیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ اسے کب تک جینا پڑے گا.... میں....!" اس نے پنے سینے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "جانو ہر لحظہ اپنی جان ہتھیلی پر لئے پھرتا تھا۔ میری زندگی کا ہر دوسرا ہ میرے لئے موت کا پیغام رہا ہے۔ لیکن میں آج بھی زندہ ہوں اور حقیر کیڑوں کی طرح لیوں میں رینگتا پھر رہا ہوں۔ ایک دن آدمی کا دل ضرور ٹوٹتا ہے کیپٹن! میں وہی جانو ہوں جس نے اپنا گھر جلتے دیکھا تھا۔ میں وہی جانو ہوں جس کا سارا کنبہ جل کر راکھ کا ڈھیر ہو گیا تھا۔ میں نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا لیکن میرا دل نہیں ٹوٹا تھا.... اس وقت تو میرے سینے کی آگ ر بھڑکی تھی.... انگریز تو یہی سمجھا تھا کہ اس کے بعد میرے حوصلے پست ہو جائیں گے۔ یا تو گڑگڑاتا ہوا ان کے قدموں پر جا رہوں گا یا پھر روپوش ہو جاؤں گا۔ کبھی میرا نام نہ سنا جا سکے .... مگر جانتے ہو اس کے بعد کیا ہوا تھا۔ اس کے بعد میں نے ایک ظالم کمشنر میجر برٹرام کو ت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور پھر اس کے بعد میری سرگرمیاں بڑھتی ہی رہی تھیں۔ لیکن وہ مجھ

پر ہاتھ نہ ڈال سکے۔ پھر جب آزادی آئی انگریز چلے گئے میں نے خود کو ظاہر کیا اور پُر امن شہریوں کی زندگی بسر کرنے لگا۔ میں نے کبھی حکومت پر اپنا حق نہیں جتایا۔ کبھی یہ نہیں چاہا کہ حکومت میری امداد کرے۔... میں مزدوروں کی طرح اپنا پیٹ پالتا تھا اور خوش تھا۔ لیکن پھر میرا دل ٹوٹ گیا.... میں مر گیا....!"

"کیوں....؟" حمید نے اسے ٹوکا۔

"پہلے ہم صرف ایک کے غلام تھے اور اب ہمارا گذارہ در در کی بھیک پر ہے۔ ہم ہر ایک کے آگے ہاتھ پھیلانے کے لئے آزاد ہیں.... ہاہاہا.... آزاد ہیں.... یہ آزادی ہے.... زندہ باد۔"

"یار جانو صاحب! اب تم سیاست پر بور کرو گے۔" حمید نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "مجھ میں اور کرنل میں بڑا فرق ہے۔ یہاں تو زندگی چاندسی عورت کے سوا کچھ بھی نہیں! یہ جو اس وقت میں یہاں جھک مار رہا ہوں یہ بھی عورتوں ہی کے لئے ہے.... میں نہیں چاہتا کہ یہاں کے نگاران خوبرو کسی غیر ملکی کے گرد بھیڑ لگائیں۔"

"میں نہیں سمجھا....!" جانو بولا۔

حمید نے اسے روسی شہزادے برونوف کے متعلق بتایا۔

"پرنس برونوف.... پرنس برونوف...." جانو نے اس طرح آہستہ آہستہ دہرایا جیسے کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔ پھر بولا۔ "پتہ نہیں میں نے یہ نام کہاں سنا تھا.... کان آشنا معلوم ہوتے ہیں۔ ہاں تو کیا یہ پنگ پانگ ہی کے گیندوں پر نشانے لگاتا ہے۔"

"بالکل اسی انداز میں جیسے میں مشق کر رہا ہوں۔"

"کیا تم چاہتے ہو کہ وہ اس میں کامیاب نہ ہو۔"

"اگر ایسا ہو تو کیا کہنا۔"

"کسی گوشے میں ایک آدمی آئینہ دے کر بٹھا دینا۔ جیسے ہی گیندیں اچھالی جائیں وہ ان پر کسی قریبی بلب کی روشنی کا عکس ڈال دے.... ہاتھ بہک جائے گا۔"

"لیکن یہ ٹرک تو صرف اس پر بلکہ تماشائیوں پر بھی ظاہر ہو جائے گا۔"

"ہاں یہ بات تو ہے۔" بوڑھا کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "بھئی میرا خیال تو یہ ہے کہ تم اسے ایمانداری سے شکست دینے کی کوشش کرو۔ تمہاری یہ تجویز بھی ٹھیک ہی ہے کہ تم سر کے :

کھڑے ہو کر نشانہ لگاؤ.... اوہو.... ٹھہرو.... یہ برونوف مجھے کچھ کچھ یاد آرہا ہے.... چار سال ہوئے میں مغربی جرمنی میں تھا۔"

"تم.... مغربی جرمنی میں۔" حمید نے حیرت سے دہرایا۔

"ہاں.... آں.... کیا ہوا.... میرے جسم پر جھولتے ہوئے چیتھڑوں پر نہ جاؤ کیپٹن! جب یہاں کے کسی بڑے سرمایہ دار کو مشینیں خریدنی ہوتی ہیں تو وہ جانو کو ضرور تلاش کرتا ہے۔ چار سال ہوئے مجھے ایک آدمی اپنے ساتھ مغربی جرمنی لے گیا تھا۔ کچھ مشینیں خریدنی تھیں.... ٹھہرو.... پہلے مجھے بتاؤ کیا پرنس برونوف سنہرے اور گھونگھریالے بالوں والا ہے.... کیا اس کا ناک نقشہ یونانیوں کا سا ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ تم اس کا صحیح حلیہ بیان کر رہے ہو۔" حمید نے کہا۔

"پرنس برونوف....!" جانو کے ماتھے پر پھر شکنیں ابھر آئیں اور اس نے کچھ دیر بعد کہا۔ "مغربی جرمنی کی پولیس کو اس تلاش تھی۔"

"کس سلسلہ میں....!"

"یہ میں نہ بتا سکوں گا.... لیکن میں نے وہاں اس کا نام بہت سنا تھا۔ اخبارات میں روزانہ اس کا حلیہ جاری کیا جاتا تھا.... دن میں کئی بار ریڈیو پر اس کا حلیہ دہرایا جاتا تھا۔ پولیس اسے زندہ یا مردہ حالت میں چاہتی تھی۔ کچھ انعام بھی تھا۔ اس کی بعض خصوصیات بھی نشر کی جاتی تھیں۔ اس کی ایک خصوصیت نشانہ بازی میں مہارت بھی تھی۔"

"تمہیں جرمن آتی ہے۔"

اس سوال پر وہ بڑی حقارت سے ہنس کر بولا۔ دہشت پسند جانو دنیا کی سات زبانوں کا ماہر ہے۔"

❁

رات اندھیری تھی۔ پرنس برونوف نے کھڑکی کھول کر باہر جھانکا! عمارت کی پشت پر سناٹا تھا اور اندھیرا تو تھا ہی۔ وہ کھڑکی بند کر کے پھر فون والی میز کی طرف پلٹ آیا۔ ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائیل کئے اور دوسری طرف سے جواب مل جانے پر بولا۔ "صدر دروازہ سے تو نکلنا ممکن نہیں ہے کیونکہ دو آدمی نگرانی کر رہے ہیں۔ ہاں مجھے یقین ہے کہ میری نگرانی ہو رہی ہے۔"

"تب پھر تمہیں ہر حال میں پہنچنا ہے۔ بس .... میں فون پر زیادہ گفتگو نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مجھ تک پہنچو اس کی پرواہ کیے بغیر کہ کوئی تمہارا تعاقب کر رہا ہے۔"

"اچھا....!" برونوف نے ریسیور رکھ دیا۔

پھر تھوڑی ہی دیر بعد وہ اوپری منزل کی ایک کھڑکی سے کارنس پر اتر آیا۔ گندے پانی کا موٹا سا پائپ اسے نیچے پہنچا دینے کے لئے کافی تھا۔

تھوڑی دیر تک وہ دیوار سے لگا کھڑا اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ تا رہا پھر دبے پاؤں آگے بڑھنے لگا۔ اسے یقین تھا کہ ادھر اس پر نظر رکھنے والوں میں سے کوئی نہ ہوگا۔

وہ کھیتوں سے گذرتا ہوا ریلوے اسٹیشن کی طرف چلنے لگا۔ کچھ دور چلنے کے بعد رک کر ادھر اُدھر نظریں بھی ڈالتا جا رہا تھا۔

ریلوے اسٹیشن تک پہنچنے کے لئے اسے ایک میل کی مسافت طے کرنی پڑی۔ وہاں سے اس نے ایک ٹیکسی لی۔ لیکن اس سے پہلے اطمینان کر لیا کوئی تعاقب تو نہیں کر رہا تھا۔

"ایگل اسکوائر....!" اس نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے ڈرائیور سے کہا۔

ٹیکسی چل پڑی.... رات زیادہ نہیں ہوئی تھی۔ سڑکیں ابھی پر رونق تھیں۔ پندرہ منٹ بعد ٹیکسی ایگل اسکوائر کی ایک عمارت کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی۔

برونوف نے اتر کر کرایہ ادا کیا اور پورچ کی طرف بڑھ گیا۔

برآمدے میں دو باوردی ملازموں نے اس کا استقبال کیا اور پھر وہ اسے ایک کمرے میں لے گئے۔ یہاں برونوف نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیئے اور ان میں سے ایک ملازم اس کی جیبیں ٹٹولنے لگا۔

"ریوالور کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔" برونوف نے کہا اور جامہ تلاشی لینے والے نے ریوالور جیب سے نکال کر میز پر ڈال دیا۔

یہ کاروائی ختم ہو جانے کے بعد ایک نے نہایت ادب سے کہا۔ "اب آپ اندر تشریف لے جا سکتے ہیں جناب....!"

برونوف ریوالور وہیں چھوڑ کر راہداری میں آگیا۔ اب اس کے قدم نپے تلے انداز میں اٹھ رہے تھے اور نوکروں میں سے کوئی بھی اس کے پیچھے نہیں چل رہا تھا۔

آخر کار وہ عمارت کے وسط میں پہنچ گیا۔ یہاں ایک بہت بڑا ہال تھا۔ جسے جدید طرز پر آراستہ کیا گیا تھا۔ برونوف نے چاروں طرف نظر دوڑائی اور پھر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

دفعتاً ایک دروازہ کھلا اور سرخ رنگ کی روشنی کا ایک بڑا سا دھبہ ہال میں رینگ آیا۔

برونوف کھڑا ہو گیا روشنی کا دھبہ ہال کے فرش پر ایک طویل و عریض مستطیل بنا رہا تھا۔ پھر ہال کے سارے بلب بجھ گئے۔ لیکن سرخ رنگ کی روشنی کا مستطیل بدستور فرش پر قائم رہا۔ اندھیرے میں یہ روشنی پہلے سے کچھ زیادہ تیز معلوم ہونے لگی تھی۔

دیکھتے ہی دیکھتے اس روشن مستطیل میں کسی آدمی کی گہری سیاہ پرچھائیں نظر آئی۔

"برونوف.....!" جیسے ہال کا اندھیرا بول پڑا۔

"ہاں میں موجود ہوں۔" برونوف کی آواز اس کے مقابلہ میں کمزور سی تھی۔

"تم سے کس نے کہا تھا کہ تم شیلا کو ادھر اُدھر لئے پھرو۔"

"کسی نے بھی نہیں.....!" برونوف نے جواب دیا۔

"تمہاری اس حرکت سے کھیل بگڑ گیا ہے۔"

"پھر میں کیا کروں۔"

"صرف ہوش میں رہو! کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں بھی میریا ہی کا سا حادثہ پیش آجائے۔"

"میریا کا کیا ہوا۔"

"اس نے احتیاط نہیں برتی تھی! لہٰذا اس کا کھیل ختم کرنا پڑا۔"

"پھر اب کیا ارادہ ہے۔"

"شیلا سے دور رہو۔ کچھ دنوں کے لئے گوشہ نشین ہو جاؤ۔"

"وہ خود ہی میری قیام گاہ پر آپہنچے گی۔"

"وہاں سے ہٹ جاؤ.... دوسری قیام گاہ کا انتظام ہو جائے گا۔ تم نہیں سمجھ سکتے کہ وہ دونوں چالاک ہیں۔ کیپٹن حمید اس وقت ے پول میں اس لڑکی کے ساتھ ناچ رہا ہے جسے شیلا نے پرائیویٹ سیکریٹری کی حیثیت سے رکھا ہے۔"

"یہ کیسے ممکن ہے۔"

"ان لوگوں کے لئے سب کچھ ممکن ہے۔ تم نہیں جانتے۔"

"تو کیا یہ لڑکی بھی میریا ہی کی طرح ختم ہو جائے گی۔"

"ضروری نہیں ہے۔" آواز آئی.... "زیادہ کشت و خون مناسب نہیں ہے۔ کچھ دنوں کے لئے ہمیں اپنی سرگرمیاں ترک کرنی پڑیں گی۔"

برونوف تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بولا۔ "دیکھو دوست یہ طریقہ مناسب نہیں ہے۔ تم سامنے آؤ.... ہم کھل کر گفتگو کریں۔ تمہارے طریقے مخدوش ہیں۔ گھماؤ پھراؤ اختیار کرنے سے ہمیشہ دشواریاں ہی پیدا ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر یہ لڑکیاں ادھر اُدھر والوں کو پھانس کر کام لینے کی کوشش کرتی ہیں جس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ اب اس ریٹائرڈ فوجی ہی کا معاملہ لے لو جس نے کرنل پر فائر کئے تھے.... وہ پکڑا گیا اور میریا کی پوزیشن خطرے میں پڑ گئی۔ لہٰذا ٹھکانے لگانا پڑا۔ اگر وہ اپنا ہی کوئی خاص آدمی ہوتا تو میریا اسے سڑک پر ہی چھوڑ جانے کی حماقت کبھی نہ کرتی۔"

"تم اس کی پرواہ نہ کرو۔"

"آخر تم خود کو ظاہر کیوں نہیں کرتے۔"

"برونوف.... زیادہ سوچنے کی کوشش نہ کرو۔ میرے متعلق زیادہ سوچنے کا نتیجہ موت ہی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔"

"تم مجھے دھمکی دے رہے ہو...." برونوف غرایا۔

"یقیناً....!" آواز آئی۔ "دھمکیوں ہی پر تو میرا سارا کاروبار چل رہا ہے.... کیوں کیا تم مجھ سے جھگڑا کرنے کا ارادہ رکھتے ہو۔"

"نہیں دوست....!" برونوف نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ "تمہارا وجود تو میرے لئے بڑا پرکشش ہے۔ ہاں ٹھہرو! تم نے مجھے ابھی تک یہ نہیں بتایا کہ اس مقابلے میں میں حصہ لوں یا نہ لوں۔"

"جانتے ہو.... خاور کون ہے؟" آواز آئی۔

"میں نہیں جانتا....!"

"کرنل فریدی کا اسسٹنٹ کیپٹن حمید....!"

"اوہ.... تو وہ....!"

"ہاں.... رائفل کلب کا سیکریٹری گراہم جانتا ہے کہ وہ کیپٹن حمید ہے لیکن اس کے باوجود بھی وہ وہاں خاور کے نام سے مشہور ہے۔"

"پھر مجھے کیا کرنا چاہئے۔"

"مقابلہ.....!" آواز آئی۔ "اگر تم تھوڑے محتاط رہو تو وہ لوگ تمہارے خلاف کچھ بھی ثابت نہیں کر سکیں گے۔ تم فرانس سے آئے ہو۔ وہ زیادہ سے زیادہ وہاں کی حکومت سے تمہارا ریکارڈ مانگیں گے۔ ظاہر ہے کہ فرانس کی پولیس کے لئے تم ایک اچھے شہری تھے اور وہاں بھی جلاوطن شہزادے سمجھے جاتے تھے۔ تم کیپٹن حمید سے ضرور مقابلہ کرو۔ مگر صرف نشانہ بازی سے کام نہیں چلے گا۔ تم اسے شمشیر زنی کی دعوت دو! تمہاری تلوار زہریلی ہونی چاہئے بس ایک معمولی ساز خم اس کے لئے کافی ہوگا۔ وہ ایک ہفتے سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکے گا۔"

"مگر ابھی تو تم نے کہا تھا کہ گوشہ نشین ہو جاؤ۔"

"صرف شیلا کی حد تک.... اگر تمہارے ساتھ کئی لڑکیاں ہوں تو مضائقہ نہیں اکیلی وہ نہ ہونی چاہئے۔"

"اور وہ لڑکی جو اس کی پرائیویٹ سیکریٹری ہے۔"

"اسے بدستور وہیں رہنے دو۔"

"تم نے کہا تھا نا کہ وہ کیپٹن حمید کے ساتھ ناچ رہی ہے۔"

"پرواہ مت کرو۔"

❁

کرنل فریدی مے پول کے بال روم میں داخل ہوا۔ ابھی ابھی رقص کا کوئی دور ختم ہوا تھا اور لوگ ادھر اُدھر کھڑے قہقہے لگا رہے تھے.... کتنی ہی آنکھیں فریدی کی طرف اٹھ گئیں۔ وہ ایسا شاندار لگ رہا تھا۔ فریدی کے انداز سے یہ قطعی نہیں معلوم ہو رہا تھا کہ وہ کسی کی تلاش میں لیکن یہ حقیقت ہے کہ اسے کسی کی تلاش تھی۔

حمید پر اس کی نظر پڑی، جو ایک دلکش سی یوریشین لڑکی کے ساتھ کافی پی رہا تھا۔ لیکن وہ اس مزید توجہ دیئے بغیر آگے بڑھ گیا اور پھر وہ اسے مل ہی گئی جس کی اسے تلاش تھی۔

یہ شیلا درپن تھی اور اپنی میز پر تنہا تھی۔ فریدی اس کے قریب جا کر رک گیا۔ شیلا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور دیکھتی ہی رہ گئی۔

"کیا میں آپ کا تھوڑا سا وقت لے سکتا ہوں محترمہ....!" فریدی نے آہستہ سے کہا۔

"جج.... جی ہاں.... تت.... تشریف رکھئے۔" شیلا ہکلائی۔ اسے یاد نہیں آرہا تھا کہ وہ اس آدمی کو پہلے کہاں دیکھ چکی ہے۔

"میرا کارڈ...." فریدی نے بیٹھتے ہوئے اپنا وزیٹنگ کارڈ اس کی طرف بڑھا دیا۔

شیلا نے اسے دیکھا اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"آپ....!" اس نے تحیر آمیز لہجے میں کہا۔ "مگر.... جی ہاں.... فرمائیے۔"

"میں لیڈی داؤد کے سلسلہ میں تھوڑی سی گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیوں! مجھے لیڈی داؤد سے کیا سروکار۔" شیلا کی آواز کانپ رہی تھی۔

"میں دراصل ان کی خودکشی کے اسباب معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اب تک ان کے متعدد دوستوں سے مل چکا ہوں۔ اسی دوران میں مجھے معلوم ہوا کہ وہ آپ سے بھی قریبی تعلقات رکھتی تھی۔"

"قریبی نہیں.... بلکہ وہ تو قطعی رسمی تھے۔" شیلا نے خود پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ.... تو کیا آپ ان کے اور سر داؤد کے تعلقات پر بھی روشنی نہ ڈال سکیں گی! مطلب یہ کہ دونوں کے تعلقات خوشگوار ہی تھے یا....!"

"افسوس کہ میں اس کے بارے میں کچھ بھی نہ بتا سکوں گی۔ یہ تو آپ کسی ایسے ہی آدمی سے معلوم کریں، جو دونوں کے بہت قریب رہا ہو۔"

"کیا آپ ایسے کسی آدمی کا نام بتا سکیں گی۔"

"نہیں میں کیا جانوں....!" اس بار فریدی نے اس کے لہجے میں جھنجھلاہٹ محسوس کی۔

"مجھے افسوس ہے محترمہ کہ میری وجہ سے آپ کو بڑی تکلیف پہنچی۔ مگر میں کیا کروں میرا کام ہی ایسا ہے۔ کوئی اچھا نہیں سمجھتا مجھے.... سب نفرت کرتے ہیں۔ لیکن کیا آپ اس بات سے انکار کر سکتی ہیں کہ سوسائٹی کے لئے میرے محکمے کا وجود بہت ضروری ہے۔"

"اوہ! دیکھئے آپ غلط سمجھے! میں اپنی بساط بھر آپ سے ضرور تعاون کروں گی۔ مگر جن چیزوں کا مجھے علم نہیں ہے ان کے بارے میں آپ کو کیا بتا سکتی ہوں۔"

"میں اتنی ہی باتیں آپ سے معلوم کرنا چاہتا ہوں، جتنی آپ کے علم میں ہیں۔"

"پوچھئے! میں ضرور بتاؤں گی۔" شیلا مسکرائی۔

"کچھ دن پہلے ہائی سرکل کے آفس میں....!" فریدی نے جملہ پورا نہیں کیا۔ وہ براہِ راست شیلا کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ شیلا کی پلکیں جھک گئیں اور اس کا چہرہ سفید پڑ گیا۔

"لیڈی داؤد سے کس بات پر آپ کا جھگڑا ہوا تھا۔" فریدی نے جملہ پورا کر دیا۔

شیلا کرسی کی پشت سے ٹک گئی۔ شائد اب اس میں سکت نہیں رہ گئی تھی کہ فریدی سے آنکھیں ملا سکتی.... فریدی جواب طلب نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ لیکن شیلا کے ہونٹوں میں جنبش تک نہ ہوئی۔ وہ کسی ایسے ننھے سے پرندے کی طرح ہانپ رہی تھی جسے باز دبوچ بیٹھا ہو۔ اتنے میں رقص کے لئے موسیقی شروع ہو گئی۔

"کیا میں آپ سے رقص کی درخواست کر سکتا ہوں۔" دفعتاً فریدی نے کہا۔

"ضض.... ضرور.... ضرور....!" غیر ارادی طور پر شیلا کی زبان سے نکلا اور وہ کھڑی ہو گئی۔ اس میں بھی شائد اس کے ارادے کو دخل نہیں تھا۔

رقص

حمید کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ جب اس نے فریدی کو شیلا درپن کے ساتھ رقص تے دیکھا۔ ادھر اس کی ہم رقص کی نظر بھی شیلا پر پڑ گئی اور اس نے حمید کو ایک طرف کھینچتے ہوئے کہا۔ "چلو.... اُدھر بیٹھیں.... میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"

"کیسے ٹھیک ہو سکے گی۔" حمید نے پوچھا۔

"بحث نہ کرو چلو....!"

وہ اسے گیلری میں لے آئی اور رقص کرنے والوں کی طرف پشت کر کے بیٹھ گئی۔

"کیا بات ہو گئی۔" حمید نے پوچھا۔

"میں اسے اچھا نہیں سمجھتی کہ مالک اور نوکر ایک ہی تفریح گاہ میں نظر آئیں۔"

"ہائیں کیا مطلب.... تم مجھے اپنا مالک سمجھتی ہو یا نوکر....!" حمید حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

"تم بالکل احمق ہو.... میں اپنی مالکہ کی بات کر رہی تھی۔ وہ بھی یہاں موجود ہیں۔"

"لعنت ہے۔" حمید بُرا سا منہ بنا کر بڑبڑایا۔ "میں ان کا نوکر بھی کیسے ہو سکتا ہوں.... یا ہو سکتا ہوں؟"

"تم نہیں میں....!" وہ جھلا کر بولی۔

"اوہ.... تو یہ کہو نا۔" حمید نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "تمہاری باتیں سمجھ میں کم آتی ہیں! میں پچھلے سال سے تمہاری بہتیری باتوں پر غور کر رہا ہوں۔"

"کیا بک رہے ہو میرا خیال ہے کہ ابھی ہماری ملاقات کو تین گھنٹے بھی نہیں گذرے۔"

"اُف فوہ....!" حمید بیک بیک چونک کر بولا۔ "یہ بھول کی بیماری بہت بُری ہوتی ہے۔ میں تمہیں ڈوروتھی سمجھ رہا تھا۔"

"میرا نام گلوریا ہے.... مگر کیا تمہارا مرض اتنا ہی شدید ہے کہ تم آن کی آن میں برسوں پیچھے چلے جاؤ۔"

"یقیناً.... بعض اوقات تو میں اپنا نام تک بھول جاتا ہوں۔" حمید نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "پھر میں راہگیروں سے پوچھنا شروع کر دیتا ہوں کہ میرا نام کیا ہے اور میں کہاں رہتا ہوں۔"

وہ ہنس پڑی اور پھر بولی۔ "شائد تم نے حال ہی میں کوئی ایسا فلم دیکھا ہے جس کا ہیرو کسی وجہ سے اپنی یادداشت کھو بیٹھا ہو۔"

"تم میرا مذاق اڑا رہی ہو۔" حمید نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "تم پر ہی کیا منحصر ہے! ساری عورتیں مجھے اسی طرح اُلو سمجھتی اور بناتی ہیں۔"

"ارے تم تو بُرا مان گئے۔ بڑی جلدی بگڑ جاتے ہو۔"

"کیوں نہ بگڑوں! کیا تم یہ چاہتی ہو کہ میں اپنا پاگل پن تسلیم کر لوں....!"

"میں نے تم میں ابھی تک کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جسے پاگل پن سے تعبیر کیا جائے۔"

"تم بہت اچھی ہو۔"

"اوہو.... کیا کل پھر ملنے کا ارادہ ہے۔"

"یقیناً.... کیوں نہیں۔"

"نہیں۔ میں اس کی عادی نہیں ہوں۔ ہم اتفاقاً اس وقت ہمرقص بنے تھے کیا یہ ضروری کہ میں تمہیں یاد رکھوں۔"

"میں تمہیں اچھا آدمی نہیں سمجھتی۔" اس نے کہا اور پھر یک بیک چونک پڑی وہ اس کھڑکی کی طرف دیکھ رہی تھی، جو ڈائننگ ہال میں کھلتی تھی۔

حمید نے کنکھیوں سے ادھر دیکھا.... ایک آدمی ڈائننگ ہال میں کھڑا اسے اشارہ کر رہا تھا۔

لڑکی پھر حمید کی طرف مڑی اور حمید نے نظریں جھکا لیں۔ انداز بالکل ایسا ہی تھا جیسے وہ دیر سے اس کے سینڈلوں سے جھانکنے والے شفاف اور سبک پنجوں کو دیکھتا رہا تھا۔

"میں اب جاؤں گی۔" وہ اٹھتی ہوئی بولی۔

"خدا حافظ۔" حمید نے لاپروائی سے کہا۔ "میں صبح تک تمہیں بھول جاؤں گا۔"

گلوریا ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑبڑاتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھ گئی پھر حمید نے اسی کھڑکی سے یہ بھی دیکھا کہ وہ ڈائننگ ہال سے گذر کر باہر جا رہی ہے۔ وہی آدمی جس نے اسے اشارہ کیا تھا اس کے پیچھے چل رہا تھا۔

حمید بھی اٹھ گیا.... اسے بہرحال دیکھنا تھا کہ اب وہ کہاں جاتی ہے اور وہ آدمی کون تھا۔

❁

شیلا کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کہاں ہے اور کیا کر رہی ہے۔ اس کے پیر مشینی انداز میں موسیقی کا ساتھ دے رہے تھے۔ لیکن اس کا ذہن قابو میں نہیں تھا۔

کچھ دیر قبل فریدی نے ایک ایسا مسئلہ چھیڑا تھا جس پر اسے اپنی عمر گھٹتی ہوئی سی معلوم ہوئی تھی۔ لیکن اب وہ اس طرح اس کے ساتھ رقص کر رہا تھا جیسے کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو۔ جیسے اسے س سوال کے جواب کی ضرورت ہی نہیں تھی جس نے کچھ دیر پہلے شیلا کو نڈھال کر دیا تھا.... ر اب شیلا کا ذہن صرف ایک ہی سوال کی تکرار کئے جا رہا تھا۔ "یہ آدمی کیا چاہتا ہے.... یہ آدمی . چاہتا ہے۔"

دفعتاً فریدی نے بڑی خوابناک آواز میں کہا۔ "آپ بہت اچھا ناچتی ہیں۔"

"آپ کس سے کم ہیں۔" شیلا زبردستی مسکرائی تھی اور اسے اپنی آواز ایسی لگی تھی جیسے بہت ور سے آئی ہو یا کسی اندھے کنوئیں کی بازگشت رہی ہو۔

"نہیں آپ کی ساری باتیں آرٹسٹک ہیں۔" فریدی بولا۔ "اور شاید آپ ایک اچھی مصور

بھی ہیں۔"

"ہاں کچھ یونہی سالیپ پوت لیتی ہوں۔"

"آپ انکساری سے کام لے رہی ہیں۔" فریدی مسکرایا۔

وہ اسی قسم کی گفتگو کرتا رہا اور شیلا کا ذہنی ہیجان اس کی دلچسپ گفتگو کی نذر ہو گیا۔ وہ سب کچھ بھول گئی۔ اسے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے وہ اسے برسوں سے جانتی ہو۔ اس کے ساتھ بار ہا رقص کرنے کا اتفاق ہو چکا ہو۔

پھر وہ کھلتی گئی۔ زبان کی لکنت دور ہو گئی تھی اور خیالات زبان کا ساتھ بخوبی دینے لگے تھے۔ اچانک فریدی پھر اصل موضوع پر آ گیا۔ "میں نے سنا ہے کہ اس بدنصیب عورت نے بڑی درندگی برتی تھی آپ کے ساتھ۔"

"کتیا تھی.... وہ....!" شیلا نے غیر ارادی طور پر کہا۔

شیلا کو ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ ایک موم کی گڑیا کی طرح پگھلی جا رہی ہو۔ مگر یہ کیفیت بڑی نشہ آگیں اور لذت آمیز تھی.... ذہن و جسم قوت ارادی کے تابع نہیں رہے تھے۔

"وہ.... واقعی بُری تھی۔" فریدی نے پوچھا۔

"بہت بُری.... بہت کمینی.... اس نے مجھے درندوں کی طرح نوچ کر رکھ دیا تھا.... ذلیل کہیں کی۔"

"مگر بات کیا ہوئی تھی۔"

"میں نے سر داؤد کو ایک خط لکھا تھا۔ وہ اس سے پہلے اسے مل گیا۔ میں نے سر داؤد کو لکھا کہ لیڈی داؤد آوارگی کی طرف مائل ہے۔ عنقریب تمہارے منہ میں کالک لگ جائے گی۔ ا سنبھالو.... میں نے خط میں اپنا نام نہیں ڈالا تھا۔ تیسرے یا چوتھے دن مجھے لیڈی داؤد کا خط ملا۔ نے بہت عاجزی سے لکھا تھا کہ میں اس سے ہائی سرکل کلب کے منیجر کے کمرے میں ملوں.. میں نے سوچا کوئی اور بات ہو گی۔ میں اس کے لکھے ہوئے وقت کے مطابق وہاں پہنچ گئی تھی۔"

"اور وہ آتے ہی آپ پر جھپٹ پڑی تھی۔"

"جی ہاں! بالکل دیوانوں کی طرح۔"

"مگر اسے کیا معلوم کہ وہ خط آپ نے اسے لکھا تھا۔"

"پتہ نہیں.... یہی تو میں بھی سوچ رہی ہوں۔"

"خط بھی آپ نے ٹائپ کیا ہو گا۔"

"جی ہاں....!"

"تب پھر وہ جادوگرنی تھی۔"

"پتہ نہیں۔"

"مگر آپ نے خط لکھا ہی کیوں تھا۔"

"سر داؤد کو ایک خطرے سے آگاہ کرنے کے لئے۔"

"آپ کو اس سے اتنی ہی ہمدردی تھی۔"

"اوہ.... میرا فرض تھا کہ اسے آگاہ کر دیتی۔"

"اگر آپ مجھے سچی بات بتا دیں تو میں ایک بہت بڑی الجھن سے نجات پا جاؤں گا۔"

ٹھیک اسی وقت مائیک خراب ہو گیا۔ موسیقی کی آواز محدود ہو کر رہ گئی اور رقاصوں کے پیر رکنے لگے۔ آرکسٹرا کی جانب سے رقص بند کر دینے کا اشارہ ملا اور لوگ اپنی میزوں کی طرف جانے لگے۔

شیلا سچ مچ اسی طرح لڑکھڑا رہی تھی جیسے بہت زیادہ پی گئی ہو۔ فریدی اسے سہارا دیئے ہوئے میز کی طرف لایا وہ بیٹھ گئی۔ وینٹی بیگ سے رومال اور آئینہ نکالا اور چہرے کی دیکھ بھال کرنے کے بعد بولی۔ "میں پیاسی ہوں۔"

"کیا پیئیں گی۔"

"پورٹ....!"

فریدی نے ویٹر کو اشارے سے بلا کر پورٹ کے لئے کہا۔

"آپ نہیں پیئیں گے۔" شیلا نے پوچھا۔

"نہیں.... شکریہ۔ میں ضرورت نہیں محسوس کر رہا ہوں۔"

"آپ ہائی لی پولشڈ اور کلچرڈ آدمی ہیں۔" شیلا مسکرائی۔

فریدی کچھ نہ بولا۔ پھر یک بیک ایسا معلوم ہوا جیسے شیلا جاگ سی پڑی ہو۔ اس کے چہرے سے ایک نقاب سی سرک گئی تھی۔ اب وہ پھر مضطرب اور پریشان نظر آنے لگی۔

تاوقتیکہ شراب نہیں آ گئی۔ فریدی نے کچھ نہیں پوچھا۔

اور شیلا شراب پر اس بُری طرح ٹوٹی تھی جیسے برسوں کی پیاس ادھار رہی ہو۔ تھوڑی دیر بعد اس کی دھندلائی ہوئی آنکھیں پھر چمکنے لگیں اور اس نے سنبھالا لے کر فریدی سے کہا۔

"آپ کو کوئی حق نہیں ہے کہ آپ مجھے بور کریں۔"

"مجھے اس کا اعتراف ہے اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ لیڈی داؤد کی خودکشی کی ذمہ دار سراسر آپ ہی ہیں۔"

"میں اس مسئلہ پر گفتگو نہیں کرنا چاہتی۔"

"اچھی بات ہے۔" فریدی نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ "دو چار دن بعد مجھے ہائی سرکل کے منیجر کے کمرے میں مل لیجئے گا۔"

"کیوں....؟"

"مجھے نوچنے اور کھسوٹنے کے لئے....!"

"کیا مطلب....!"

"میں بھی ویسا ہی خط رائے سرن کو لکھوں گا جیسا آپ نے سر داؤد کو لکھا تھا۔"

"آپ ہوش میں ہیں یا نہیں۔"

"میں نے تو نہیں پی محترمہ....!" فریدی اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

شیلا درپن اتنی دیر میں نصف سے زائد بوتل صاف کر چکی تھی۔ وہ پورٹ ہی سہی لیکن ا انداز میں پینے سے ذہن پر اثر ہوتا ہی ہے۔ اس کا دماغ پھر تاریک خلاؤں میں چکرانے لگا تھا۔

"کیا لکھیں گے۔" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"میں تو صاف صاف لکھ دوں گا کہ پرنس برونوف....!"

شیلا کے ہاتھ سے گلاس چھوٹ پڑا.... اس کے ٹوٹنے کی آواز سے آس پاس کے لوَ چونک پڑے۔ فریدی نے ویٹر کو دوسرا گلاس لانے اور فرش صاف کرنے کا اشارہ کیا۔

شیلا کرسی کی پشت سے ٹک کر اسے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

"اچھا اب اجازت دیجئے۔" فریدی نے کہا۔

"نہیں....!" وہ ہذیانی انداز میں بولی۔ "بیٹھیئے.... آپ کو ثابت کرنا پڑے گا۔"

"اپنی حالت سنبھالئے محترمہ.... لوگ آپ کو گھور رہے ہیں۔"

"وہ چونک کر ادھر اُدھر دیکھنے لگی پھر جھک کر گلاس کے ٹکڑوں پر نظر ڈالی اور ہنسنے لگی، ہنسنے کے انداز میں کھوکھلا پن تھا۔"

پھر آہستہ سے بولی۔ "آپ اس طرح نہیں جاسکتے۔"

"میں ساری رات بیٹھ سکتا ہوں۔" فریدی مسکرایا۔

اتنے میں ویٹر گلاس لے آیا۔ شیلا دوسری کرسی پر بیٹھ گئی اور ویٹر فرش صاف کرنے لگا۔ فریدی شیلا کے لئے شراب انڈیل رہا تھا۔

"شکریہ....!" شیلا نے بُرا سا منہ بنا کر کہا اور پھر ویٹر کے چلے جانے پر بولی۔

"آپ نے پرنس برونوف کا نام کیوں لیا تھا۔"

"کیونکہ آپ کے خط کے متعلق اسی نے لیڈی داؤد کو بتایا تھا۔"

"نہیں....!" شیلا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں.... اور پھر وہ یک بیک اس طرح اچھل پڑی جیسے فوری طور پر اپنی کسی حماقت کا احساس ہوا ہو۔

"نہیں.... نہیں.... یہ فضول باتیں میرے سامنے نہ چھیڑیئے!" اس نے سنبھل کر کہا۔ "پتہ نہیں آپ کے ذہن میں کیا ہے۔"

"اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ آپ کے لئے بھی خودکشی تقدیر ہو چکی ہے۔"

"کیا مطلب....!"

"مطلب آپ مجھ سے بہتر سمجھ سکیں گی، اگر آپ کو شبہ ہو گیا ہے کہ لیڈی داؤد کو آپ کے خط کے متعلق کس نے بتایا تھا۔"

"مگر آپ برونوف کا نام کیوں لے رہے ہیں۔ اسے اس خط کے بارے میں کیسے معلوم ہوا ہوگا جب کہ میں اسے یونہی رسمی طور پر جانتی ہوں۔"

"یہی قطعی غلط ہے کہ آپ اس سے قریبی تعلقات نہیں رکھتیں۔"

"آپ میری توہین کر رہے ہیں اور مجھ پر اتہام لگا رہے ہیں۔ میں عدالتی چارہ جوئی کروں گی۔"

"اور وہ شریف آدمی آپ کے خلاف چارہ جوئی کرنے جا رہا ہے، جس کی توہین آپ نے پرسوں کریسنٹ بار میں کی تھی۔"

شیلا ایک بار پر بوکھلائے ہوئے انداز میں کرسی کی پشت سے جا لگی۔

"وہ شریف آدمی میرا اسسٹنٹ کیپٹن حمید تھا۔" فریدی مسکرا کر بولا۔

"اب شیلا نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپالیا۔ فریدی پھر اس کے گلاس میں شراب انڈیل رہا تھا۔"

"میں کیا کروں.... میں کیا کروں۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بڑبڑائی۔

"دماغ کو قابو میں رکھئے تاکہ وہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت نہ کھونے پائے! اب بھی کچھ نہیں بگڑا....!"

"کیوں.... کیا میں کسی خطرہ میں ہوں۔"

"اسی خطرے میں جس سے دوچار ہو کر لیڈی داؤد ہمیشہ کے لئے سو گئی۔"

"صاف صاف کہئے نا....!" شیلا میز پر ہاتھ مار کر بولی۔

"میرے بہترین مشوروں کی قیمت یہی ہو گی کہ آپ خود ہی کھل جایئے۔ آپ برونوف کو مجھ سے زیادہ نہیں جانتیں۔"

"برونوف کو آپ کیوں کھینچ لاتے ہیں۔"

"محض اس لئے کہ لیڈی داؤد کی خودکشی کسی تفریح پر مبنی نہیں تھی۔"

"یہ خودکشی مجھے پاگل کر دے گی۔"

"کیا وہ برونوف کو اتنا ہی چاہتی تھی کہ خودکشی کر لیتی۔"

"میں کچھ نہیں جانتی! میں نے صرف خط لکھا تھا سرداؤد کو۔ اسے خودکشی کا مشورہ نہیں دیا تھا۔"

"خط گھر کے پتہ پر روانہ کیا تھا یا آفس کے پتہ پر۔"

"گھر کے پتہ پر....!"

"برونوف نے یہی مشورہ دیا ہو گا۔"

"ہاں.... اف.... کتنا شدید درد ہو رہا ہے سر میں۔ آپ نے کیا پوچھا تھا۔"

"مجھے جواب مل چکا محترمہ! اسی برونوف نے آپ سے گھر کے پتہ پر خط لکھوایا تھا اور ادھر لیڈی داؤد کو بھی آگاہ کر دیا تھا تاکہ وہ سرداؤد کی ڈاک پر کڑی نظر رکھے۔"

"اگر ایسا تھا تو اس کا مقصد....!" شیلا میز پر ہاتھ مار کر بولی۔

"ایک سے پیچھا چھڑا کر دوسری پر ہاتھ پھیرا جائے.... یا پھر....!"

"بکواس ہے.... آپ سب کچھ جانتے ہیں۔ پھر مجھے بور کرنے سے کیا فائدہ.... جائیے! ھے کسی کی پرواہ نہیں ہے۔ میں شنکر سرن کو کل چھوڑ سکتی ہوں۔"

"لیکن جب اس خودکشی کا کیس عدالت میں پیش ہو گا اس وقت آپ کہاں ہوں گی۔"

شیلا پھر خاموش ہو گئی۔ اس کی آنکھوں سے شدید ترین الجھن ظاہر ہو رہی تھی۔ آخر کار اس نے مضمحل آواز میں کہا۔

"ہاں.... بہتیرے معاملات میری سمجھ سے بھی باہر ہیں۔"

"میں سمجھا سکتا ہوں.... مثال کے طور پر کچھ....!"

"اس خط کا علم برونوف کے علاوہ اور کسی کو نہیں تھا۔ لیکن وہ خود ہی لیڈی داؤد سے دور گتا تھا۔ وہ زبردستی اس کے گلے پڑ رہی تھی۔ میں نے ہی یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ سر داؤد کو اس متعلق ایک خط لکھا جائے، ورنہ دفتر میں ہو سکتا ہے کہ کاروباری ڈاک میں مل کر ادھر اُدھر جائے.... اب بتائیے آخر وہ اس کی اطلاع اسے کیوں دینے لگا۔"

"محض اس لئے کہ آپ بھی خواہ مخواہ اس کے گلے پڑ گئی تھیں اور لیڈی داؤد کی دانست میں آپ سے پیچھا چھڑانا چاہتا تھا اور کوشش کر رہا تھا کہ لیڈی داؤد آپ کے شر سے محفوظ رہے۔"

"میں نہیں سمجھی۔"

"آپ دونوں کو ایک دوسرے کے بارے میں علم تھا کہ برونوف سے تعلقات ہیں۔ لیکن ِنوف آپ میں سے ہر ایک پر یہی جتانے کی کوشش کرتا تھا کہ وہ دوسری کو منہ لگاتا بھی نہیں کرتا اور وہ زبردستی گلے پڑ رہی ہے۔ اس طرح اسے آپ دونوں کی ہمدردیاں حاصل تھیں .. اور اب اس سے آگے کیا کہوں۔"

"کیا ابھی تک آپ نے خودکشی کے متعلق نہیں سوچا۔"

"میں کیوں سوچوں....!"

"سوچیں گی آپ.... ایک دن سوچنا پڑے گا۔"

"میں اتنے کمزور دماغ کی نہیں ہوں کہ کسی قسم کی ناکامی مجھے خودکشی کی طرف لے جائے . ہونہہ....!"

"کیا آپ یہ سمجھتی ہیں کہ اس نے ایک ناکام محبت کی حیثیت سے خودکشی کی تھی۔"

"پھر کیا کہا جائے گا۔"

"یہ اسی وقت سوچئے گا، جب آپ پر ایسی ہی کچھ بیتے! اس وقت ذہن کو ٹٹولئے گا کہ خود کشی کی وجہ کیا چیز بننے والی ہے۔"

"بیٹھئے.... میری بھی سن لیجئے۔" شیلا نے فریدی کو اٹھتے دیکھ کر کہا۔

دیوانگی

حمید نے اپنی گاڑی کے ہیڈ لیمپ بجھا دیئے تھے.... کیونکہ اب وہ اس کار کا تعاقب کرتا، شہر سے باہر نکل آیا تھا۔ سڑک سنسان تھی اس لئے اگلی کار والے بہ آسانی اندازہ کر سکتے تھے ان کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔

حمید نے ہیڈ لیمپ بجھا دیئے اور اگلی کار کی عقبی روشنی کے سہارے تعاقب کرتا رہا۔ کار رفتار تیز تھی۔ اتنا تو وہ جانتا تھا کہ گلوریا اسی کار میں موجود تھی مگر اس کے علاوہ اور کتنے آدمی اس کا اندازہ نہیں کر سکا تھا۔ تعاقب جاری رہا۔

حمید کے ذہن میں فریدی اور شیلا درپن کا رقص بھی تھا اور رقص کا اندازہ اسے بالکل ایسا معلوم ہوا تھا جیسے دونوں سالہا سال سے ایک دوسرے سے واقف ہوں۔ آخر فریدی کیا کر رہا تھا دفعتاً حمید نے محسوس کیا جیسے اگلی کار کی رفتار سست ہو گئی ہو.... اس نے بھی رفتار کر دی۔ لیکن ٹھیک اسی وقت اسے نسوانی چیخیں سنائی دیں۔ جو کار ہی کی سمت سے آئی تھیں اور اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اگلی کار پہلے سے بھی زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ آگے بڑھ گئی ہو۔

چیخیں برابر سنائی دے رہی تھیں.... لیکن وہ دور ہونے کے بجائے قریب ہی ہوتی جس کا مطلب یہی تھا کہ اگلی کار سے ان کا تعلق نہیں ہے۔ حمید نے ہیڈ لیمپ روشن کر لئے کی روشنی سڑک کے کنارے پڑے ہوئے ایک متحرک بنڈل پر پڑی۔

حمید نے پورے بریک لگائے اور گاڑی ایک زوردار جھٹکے کے ساتھ رک گئی۔ وہ تیزی نیچے اترا....!

لڑکی اب بھی چیخ رہی تھی۔ لیکن آواز میں پہلی سی تیزی نہیں رہ گئی تھی۔

حمید اس کی طرف جھپٹا! ہیڈ لیمپ کی روشنی میں اس نے اس کے چہرے کی ہلکی سی جھلک یکھی تھی اور اسے پہچان گیا تھا۔ وہ گلوریا ہی تھی۔ کیا اسے کار سے نیچے پھینک دیا گیا تھا؟

اس نے اسے زمین سے اٹھانے کی کوشش کی۔ اس پر وہ اور زیادہ چیخنے لگی۔

"گلوریا.... گلوریا....!" حمید نے اسے جھنجھوڑ کر آوازیں دیں۔ "یہ میں ہوں! جو کچھ دیر ہلے تمہارے ساتھ ے پول میں ناچ رہا تھا۔"

اچانک گلوریا نے قہقہہ لگایا اور سیدھی کھڑی ہو گئی۔ پھر اس کا قہقہہ طویل ہی ہوتا گیا۔

"مجھے انجکشن ہوگیا ہے.... ہاہاہا....!" وہ پھر چیخی۔ حمید دوڑ کر کار سے ٹارچ نکال لایا اور پھر ں کی روشنی میں گلوریا کا چہرہ بڑا خوفناک نظر آیا۔ ہونٹوں کی سرخی دونوں جانب گالوں پر دور تک گئی تھی۔ آنکھیں حلقوں سے نکلی پڑ رہی تھیں اور اس کے منہ سے سبز رنگ کی رطوبت بہہ کر اسکرٹ پر ٹپک رہی تھی۔

"تمہیں کیا ہو گیا ہے۔" اس نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"انجکشن....!" وہ پھر دہاڑی اور پہلے کی طرح وحشیانہ انداز میں ہنسنے لگی۔

"تمہارے منہ سے کیا بہہ رہا ہے۔"

"انجکشن....!"

"نہیں آپریشن....!" حمید جھلا کر بولا۔

دفعتاً وہ قہقہے لگاتی ہوئی حمید پر جھپٹ پڑی۔ حمید اس کے لئے تیار نہیں تھا۔ لہٰذا نہ تو وہ سکا اور نہ اسی کا اندازہ کر سکا کہ مقصد کیا تھا۔

وہ دھڑام سے نیچے گرا اور گلوریا اس پر چڑھ بیٹھی۔

"اے خبیث......!"

"ہٹو.... ارے.... ارے.... تم ہوش میں ہو یا نہیں۔" حمید اسے نیچے گرانے کی کوشش تا ہوا بولا۔ مگر جواب میں اس نے قہقہوں کے علاوہ اور کچھ نہیں سنا۔ وہ اسے بُری طرح نوچ ٹ رہی تھی۔

بدقت تمام وہ اس کی گرفت سے آزاد ہو سکا اور پھر اس نے اس کے دونوں ہاتھ مضبوطی پکڑ لئے۔

"خاموش رہو.... خاموش رہو! ورنہ گلا گھونٹ کر مار ڈالوں گا۔" حمید نے پھنسی پھنسی سی آواز میں کہا۔ وہ بُری طرح نروس ہو گیا تھا۔

لیکن لڑکی کے قہقہے کسی طرح نہ رکے، اب وہ اچھل اچھل کر حمید کی ٹھوڑی میں سر مارنے کی کوشش کر رہی تھی۔ دو ایک بار اس کے سینے پر منہ بھی مارا تھا۔ لیکن صرف قمیض ہی پھاڑ سکی تھی۔ گوشت تک اس کے دانت نہیں پہنچے تھے۔

دفعتاً حمید کو خیال آیا کہ کہیں وہ پاگل ہی نہ ہو گئی ہو.... کچھ دیر پہلے وہ "انجکشن انجکشن" رٹتی رہی تھی! اور اس نے اس کے منہ سے سبز رنگ کی رطوبت بھی بہتی دیکھی تھی، ہو سکتا ہے کہ اسے لے جانے والوں نے کوئی زہریلا مادہ اس کے جسم میں انجکٹ کر دیا ہو اور وہ زہریلا مادہ ایسا ہی ہو کہ پل بھر میں دماغ الٹ دے۔ اس سے پہلے بھی ایسے حیرت انگیز قسم کے زہر حمید کے علم میں آئے تھے۔

وہ مے پول ہوٹل سے ایک آدمی کے اشارے پر اٹھی تھی اور وہی آدمی اسے اس کار میں لے اڑا تھا۔ اگر وہ اسے پہچانتی نہ ہوتی یا اس کے متعلق مطمئن نہ ہوتی تو جاتی ہی کیوں اس کے ساتھ تو پھر وہ اسی گروہ کا کوئی آدمی تھا اور گروہ والے اس سے آگاہ ہو چکے ہیں کہ محکمہ سراغ رسانی ان کی فکر میں ہے۔ لہٰذا گلوریا کو اس کے ساتھ دیکھ کر انہوں نے یہی مناسب سمجھا کہ گلوریا کو قابل ہی نہ رہنے دیا جائے۔

گلوریا کے قہقہے آہستہ آہستہ سست ہوتے جا رہے تھے.... پھر کچھ دیر بعد اس کے حلق سے اس قسم کی آوازیں نکلنے لگیں جیسے کسی ذبح کئے ہوئے جانور کے کٹے ہوئے حلق سے نکلتی ہیں۔

دو تین منٹ اور گذر گئے اب وہ حمید کے بازوؤں میں جھول رہی تھی.... حمید نے اسے کار کی پچھلی نشست پر ڈال دیا۔ وہ بیہوش ہو چکی تھی۔

"اب آپ کیا کہیں گی۔" فریدی شیلا کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"برونوف کیا کرنا چاہتا ہے۔" شیلا نے مردہ سی آواز میں پوچھا۔

"میں کیا جانوں۔" فریدی نے شانوں کو جنبش دی۔ چند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔ "دیکھئے

آپ کو اس کا بھی علم نہیں ہے کہ سر داؤد کی بچی کی نرس میریا بھی قتل کر دی گئی ہے۔"

"ہاں میں نے سنا ہے۔" شیلا نے لاپروائی سے کہا۔ لیکن فریدی بہت غور سے اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

اتنے میں بال روم کا منتظم لاؤڈ سپیکر خراب ہو جانے کے سلسلہ میں معذرت طلب کرنے لگا.... لاؤڈ سپیکر اب پھر کام کرنے لگا تھا۔ منتظم کی تقریر ختم ہوتے ہی رقص کیلئے موسیقی شروع ہو گئی۔

لوگ گیلریوں سے اٹھ کر چوبی فرش پر جانے لگے.... لیکن اس بار فریدی نے شیلا سے درخواست نہیں کی۔ ویسے شیلا اسے ایسے ہی انداز میں دیکھ رہی تھی جیسے درخواست قبول کر لینے کا تہیہ کئے بیٹھی ہو۔

"کیا آپ کو علم ہے کہ میریا کی سفارش برونوف نے کی تھی۔" فریدی نے کچھ اونچی آواز میں پوچھا کیونکہ موسیقی کی لہروں سے سارا ہال گونج رہا تھا۔

"میں نہیں جانتی....!" شیلا نے بیزاری سے کہا۔ مگر پھر یک بیک چونک پڑی اور متحیرانہ انداز میں پوچھا۔ "اس واقعہ سے مجھے کیا سروکار ہو سکتا ہے۔"

"بہت بڑا سروکار ہے محترمہ.... کیا یہ آپ کی سیکریٹری گلوریا....!"

"ہاں گلوریا.... کیا....؟"

"کیا برونوف نے اس کی سفارش نہیں کی تھی۔"

"ہاں.... کی تو تھی۔"

"آپ خطرہ میں ہیں محترمہ.... بہت بڑے خطرہ میں۔"

"کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں الجھنوں میں مبتلا ہو کر مر جاؤں۔" شیلا جھلا کر چیخی۔

"نہیں.... میں فی الحال اتنا ہی چاہتا ہوں کہ آپ برونوف سے ملنا جلنا ترک کر دیں۔"

"کیوں.... آخر کیوں۔"

"میں ابھی یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن اگر آپ اس دوران میں اپنی خودکشی کے امکانات پر سوچ چکی ہیں تو میں آپ سے کچھ مزید سوالات کرنے کے بعد اس مسئلہ پر بھی روشنی ڈال سکوں گا۔"

"آخر میں کیوں سوچوں خودکشی کے متعلق! میرا کیا بگڑا ہے۔ میں ایک آرٹسٹ ہوں، حسن

کی پرستار، حسن کے مظاہر بنتے بگڑتے رہتے ہیں! ان کے بننے بگڑنے سے مجھے کوئی سروکار نہیں.... ایک مورتی ٹوٹی.... اور اسی حسن کا جلوہ مجھے کسی دوسری مورتی میں نظر آ گیا۔"

"ٹھیک ہے.... لیکن اس کے باوجود بھی اگر کبھی خودکشی کا خیال پیدا ہو تو جلد بازی سے کام نہ لیجئے گا۔ خواہ وہ مسئلہ کتنی ہی پیچیدگی کیوں نہ رکھتا ہو۔ مجھے اس سے ضرور آگاہ کیجئے گا۔"

فریدی کے انداز سے پھر یہی معلوم ہوا جیسے اٹھ جائے گا۔

"ٹھہریئے.... ٹھہریئے.... اب میری بات سنئے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ برونوف مجھے بڑا عجیب سا آدمی لگتا ہے۔ ہاں اس نے ہی مجھ سے کہا تھا کہ میں اپنے یہاں گلوریا کو ملازمت دے دوں۔ دیکھئے ہے نا عجیب بات.... اس نے مجھ سے ایک خوبصورت لڑکی کی سفارش کی تھی اور کہا تھا کہ اسے اس سے صرف ہمدردی ہے.... چونکہ وہ بیکار ہے اور مفلسی کی زندگی بسر کر رہی ہے اس لئے وہ چاہتا ہے کہ اس کی مدد کرے۔ کتنی عجیب بات ہے کرنل.... میں نشے میں نہیں ہوں۔ میرا ذہن میرے قابو میں ہے۔ آپ اسے نشے کی بڑ نہ سمجھئے گا.... بتایئے ہے نا عجیب بات.... فرض کیجئے میں آپ کو چاہتی ہوں.... اوہو.... مثال کے طور پر.... اور آپ کو سب کچھ معلوم ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ میں برونوف کو چاہتی ہوں.... آپ سے کیا پردہ.... کیا آپ ایسی صورت میں کسی حسین لڑکی کی سفارش مجھ سے کر سکیں گے۔"

"ہرگز نہیں.... قطعی نہیں۔ اگر کروں گا تو آپ یہی سمجھیں گی کہ میں اس کے جواز کے سلسلہ میں آپ کو بہلانے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

"سچی بات۔" وہ انگلی اٹھا کر آگے پیچھے جھومتی ہوئی بولی۔ "لیکن میں اسے کتنا چاہتی ہوں کہ میں نے اس کی سفارش منظور کر لی تھی اور اس کی نیت پر شبہ نہیں ظاہر کیا تھا۔"

"کمال کیا تھا آپ نے....!" فریدی نے خواہ مخواہ حیرت ظاہر کی۔

"اب مجھے بتایئے کہ وہ برونوف میرے لئے کس طرح خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ کیا وہ گلوریا کے ذریعہ کوئی بڑا فراڈ کرائے گا۔"

"مجھے ڈر ہے کہ کہیں گلوریا بھی اب تک میریا ہی کی طرح ہمیشہ کیلئے خاموش نہ ہو گئی ہو۔"

"کیوں....؟"

"کچھ دیر پہلے وہ یہیں میرے اسسٹنٹ کے ساتھ ناچ رہی تھی۔ لیکن اب وہ دونوں نظر

آتے۔"

"آپ مجھے الجھن میں ڈال رہے ہیں۔ آخر گلوریا کا بھی وہی حشر کیوں ہو گا۔"

"الجھن کی بات نہیں.... آپ خود ہی اس پر غور کیجئے کہ میریا کی سفارش بھی برونوف ہی کی تھی اور آپ یہ بھی جانتی ہیں کہ برونوف اور لیڈی داوٗد کے تعلقات کیسے تھے۔"

"وہ زبردستی اس کے سر پڑی تھی۔"

"لیکن اس کے باوجود بھی برونوف نے اس سے میریا کی سفارش کی تھی۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا....!" شیلا نے میز پر پیشانی رکھ دی۔

"سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ لیکن مشورے پر ضرور عمل کیجئے گا۔ جب تک میری طرف سے ع نہ ملے گھر سے باہر نہ نکلئے اور اگر گلوریا کل صحیح و سالم آپ تک پہنچ جائے تو اسے بھی زمت سے برطرف کر دیجئے۔ لیکن خیال رہے کہ جب بھی برونوف آپ کے لئے ایک بہت ی الجھن بنتا ہوا نظر آئے تو مجھے ضرور مطلع کیجئے گا۔ ہو سکتا ہے میں آپ کو خودکشی سے بچا ں۔ بس.... اب نہیں بیٹھوں گا۔"

فریدی اٹھ گیا۔ شیلا بھی اس بار کچھ نہیں بولی تھی۔ وہ خاموشی سے اسے جاتے دیکھتی رہی۔

فریدی جیسے ہی کمپاؤنڈ کے پھاٹک کے قریب پہنچا اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ وٗنڈ بقعہ نور بنا ہوا تھا اور حمید سارے نوکروں کے ساتھ ادھر اُدھر اچھلتا پھر رہا تھا۔ اگر کمپاؤنڈ کافی روشنی نہ ہوتی تو اب تک ان میں سے ایک آدھ کا سر ضرور پھوٹ چکا ہوتا۔ کیونکہ یہ کود تفریحاً نہیں تھی بلکہ وہ خود کو پتھروں سے بچا رہے تھے۔

فریدی کمپاؤنڈ میں ایک فوارہ تعمیر کرنے والا تھا اس کے لئے پتھر کی گٹیاں آئی تھیں اور وٗنڈ میں ایک طرف ڈھیر تھیں، فریدی کو اسی ویٹر کے قریب ایک شکستہ حال سفید فام عورت آئی جس کے ہاتھ بہت تیزی سے چل رہے تھے۔

پتھر برس رہے تھے، حمید اور ملازمین پر بدحواسی طاری تھی اور کتاخانے میں شائد ایک پلا ایسا نہ رہا ہو جس نے اس دلچسپ کھیل کی داد دینے میں کوتاہی کی ہو۔ وہ تو سبھی یکساں رفتار

سے بھونکے جارہے تھے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔" فریدی پھاٹک ہی پر کھڑے دہاڑا۔

"مشاعرہ ہو رہا ہے اور داد چل رہی ہے.... آپ بھی آیئے۔" جواب میں حمید چیخا تھا۔

"کیا بیہودگی ہے.... یہ کون ہے۔"

"بیہودگی نہیں بلکہ اس کا نام شامت ہے۔" حمید نے چیخ کر کہا۔ "جب ہو جاتی ہے تو قیا کہلاتی ہے۔ ذرا اور آگے آجایئے.... پوری غزل سمجھ میں آجائے گی.... ارے باپ رے۔"

پتہ نہیں کوئی پتھر لگ ہی گیا تھا یا صرف بچتے ہوئے۔ "ارے باپ رے۔" اس کے منہ نکلا تھا۔

فریدی پھر گاڑی میں آبیٹھا اور اسے موڑ کر پھاٹک میں لیتا چلا گیا۔ رفتار کافی تیز تھی۔ گاڑ پتھروں سے محفوظ ہی رہی.... وہ اسے سیدھا پورچ میں لایا اور اتر کر عمارت میں داخل ہو گ اس کا رخ اوپری منزل کی طرف تھا۔

لیبارٹری سے اس نے سرچ لائٹ اٹھائی اور اس کمرے میں آیا جس کی کھڑکی سے وہ باآ اس پتھر چلانے والی لڑکی کو دیکھ سکتا تھا۔

اس نے سرچ لائٹ کا پلگ سوئچ بورڈ کے ایک ساکٹ میں لگادیا.... اور پھر کھڑکی کھولی۔

عورت اسی جوش و خروش کے ساتھ پتھر چلا رہی تھی۔

دفعتاً فریدی نے سرچ لائٹ کا سوئچ آن کر دیا.... آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی روشنی کا دا لڑکی کے چہرے پر پڑا اور وہ دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا کر پیچھے ہٹ گئی۔

بس اتنا ہی کافی تھا۔ حمید نے آن کی آن میں اسے جالیا۔ اس کے دونوں ہاتھ مضبوطی پکڑ لئے۔ فریدی سرچ لائٹ کا سوئچ آف کر کے زینوں کی طرف چل پڑا۔

حمید پتھر چلانے والی کو عمارت کی طرف کھینچ رہا تھا اور وہ بیٹھی جا رہی تھی۔

"اوہ.... ارے.... یہ تو گلوریا ہے۔" فریدی ان کے قریب پہنچ کر بولا۔

"یہ پاگل ہو گئی ہے۔" حمید ہانپتا ہوا بولا۔

"اس کا یہاں کیا کام....!"

"او بابا.... پہلے اسے قابو میں کیجئے.... پھر بتاؤں گا۔"

"پڑوسیوں کو بلاؤ۔" فریدی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "ایک مینڈک کی قابو میں نہیں آتی.... اٹھالو....!"

"مر گئے اٹھانے والے.... اس وقت یہ رستم سے بھی نہ اٹھے گی۔"

"اچھی بات ہے جھک مارتے رہو۔" فریدی نے کہا اور واپس جانے کے لئے مڑ گیا۔

"ارے.... ارے.... یعنی کہ.... آپ جا رہے ہیں۔ ٹھہریئے ورنہ میں اس کے ہاتھ چھوڑ دوں گی۔" حمید نے کہا اور پھر نوکروں کو آوازیں دینے لگا۔

❁

شیلا درپن جب مے پول سے اٹھی تو اس کے قدم لڑکھڑا رہے تھے۔

فریدی کے جانے کے بعد اس نے تیز قسم کی شرابیں بھی آزمائی تھیں۔ مقصد غالباً یہی تھا کہ فریدی کی گفتگو سے پیدا ہو جانے والی الجھنوں سے چھٹکارہ مل جائے۔

وہ دراصل یہاں پرنس برونوف کا انتظار کر رہی تھی لیکن اس کی بجائے فریدی آٹکرایا تھا۔

اور اب اسے برونوف پر شدت سے غصہ آرہا تھا کہ اگر وہ سامنے ہوتا تو بے دریغ اس پر جھپٹ پڑتی۔

مے پول سے باہر آکر اس نے ٹیکسی کی اور ڈرائیور کو پرنس برونوف کا پتہ بتایا۔

راستے بھر وہ کھولتی رہی۔ برونوف.... برونوف.... مکار.... گلوریا سے عشق کرتا ہے.... اور مجھے لوٹنے کے لئے یہ جال بچھایا ہے.... ورنہ اس سراغ رساں کو کیا پڑی تھی کہ اتنی باتیں کرتا.... اور وہ سراغ رساں.... وہ تو.... برونوف سے بھی زیادہ پرکشش ہے.... حسن جہاں بھی نظر آئے اسے پوجنا ہی چاہئے۔ خواہ وہ کتے کے پلے ہی میں کیوں نہ نظر آئے.... میں بھی تو کتے کی پلی ہی ہوں اور بیچارہ سرن آخر مجھے اس میں حسن کیوں نظر نہیں آتا.... لیکن وہ مجھے پوجتا ہے.... کہتا ہے میں تمہاری یاد میں قطب مینار بنواؤں گا.... قطب مینار.... نہیں.... وہ کون سا محل ہے.... تاج محل.... تاج محل.... ہاہا.... تاج محل۔

ٹیکسی میں ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اس کا نشہ بڑھائے دے رہے تھے۔ ایک بار اس نے تاج محل کے متعلق بلند آواز میں بھی سوچ ڈالا اور پھر برونوف کو ایک گندی سی گالی دی۔

"جی صاحب....!" ٹیکسی ڈرائیور چونک کر بولا۔

"تمہارا سر....!" وہ جھلا کر بولی۔ "میں نے تم سے کچھ نہیں کہا۔ اپنے صاحب کو گالی دی تھی، ہی ازاے باسٹرڈ.... اینڈ آئی ایم اے ڈرٹی بچ.... ہل وویو....!"

"اچھا شاب....!" ڈرائیور بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

برونوف کی قیام گاہ پر پہنچ کر وہ اتر گئی۔ بیگ سے کچھ نوٹ کھینچے اور ڈرائیور کے ہاتھ پر رکھ کر آگے بڑھ گئی۔

پھر چند ہی لمحوں بعد وہ برآمدے میں کھڑی کال بل کا بٹن دبا رہی تھی اور دروازہ خود برونوف ہی نے کھولا اور شیلا کو دیکھ کر چونک پڑا۔

"تم.... اس وقت....!" اس نے حیرت سے کہا۔

"ہاں.... میں اس وقت....!" وہ تن کر غصیلی آواز میں بولی۔ "اندر کون ہے۔ ہوگا کون وہی سور کی بچی۔"

"تم نشے میں معلوم ہوتی ہو۔ جاؤ گھر جاؤ۔"

"نہیں میں دیکھوں گی کہ اندر کون ہے.... تم نے لیڈی داؤد کو بتایا تھا کہ میں نے خط لکھا تھا.... میریا بھی مر گئی.... اب میں گلوریا کو جان سے ماردوں گی۔"

"تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے.... جاؤ اس وقت جاؤ...." برونوف نے کہا اور اسے پیچھے دھکیل کر دروازہ بند کرلیا۔

شیلا کھڑی دانت ہی پیستی رہ گئی۔ پھر آگے بڑھ گئی اور دونوں ہاتھوں سے دروازہ پیٹ پیٹ کر چیخنے لگی۔

"تم سور ہو ذلیل ہو.... کتے ہو۔ کرنل فریدی تم سے زیادہ حسین ہے وہ بہت جلد تمہاری بوٹیاں اڑادے گا.... نکالو اس حرام زادی گلوریا کو.... تم مجھے لوٹنا چاہتے تھے۔"

جب اس سے بھی دل نہیں بھرا تو برآمدے سے نیچے اتر آئی اور پتھر اٹھا اٹھا کر دروازوں اور کھڑکیوں کے شیشے توڑنے لگی۔ ایسا معلوم ہورہا تھا جیسے وہ پاگل ہوگئی ہو۔

شیشے جھنجھنا جھنجھنا کر ٹوٹ رہے تھے.... اور وہ وحشیانہ انداز میں چیخ رہی تھی، گالیاں بک رہی تھی۔

تفتیش

گلوریا ہسپتال میں تھی۔ پچھلی رات دراصل یہ ہوا تھا کہ حمید اُسے گھر لایا۔ وہ اس وقت بھی بیہوش تھی۔ کار سے اتارنے کے لئے وہ اسے ہاتھوں پر اٹھانے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ اسے یک بیک ہوش آ گیا اور مچل کر اس کی گرفت سے نکل گئی۔ پھر اس وقت حمید کو نوکروں کو بھی آواز دینی پڑی تھی، جب گلوریا نے پتھر پھینکنا شروع کر دیا تھا۔

پھر کچھ دیر بعد فریدی بھی آ گیا تھا اور اس نے سرچ لائٹ سے اس کی آنکھوں میں خیر گی پیدا کر کے اسے بے بس کر دیا تھا اس کے بعد ہی حمید نوکروں کی مدد سے اسے اندر لے جا سکا تھا۔

پھر فریدی نے اس کی زبانی گلوریا کے پاگل پن کی داستان سنی اور کچھ دیر غور کر کے یہی مشورہ دیا کہ گلوریا کو پولیس ہسپتال میں داخل کرا دیا جائے۔ وہ اسے گھر میں نہیں رکھنا چاہتا تھا!۔ حمید نے سوچا یہ بھی اچھا ہی ہوا۔ بھلا کسی پاگل لڑکی سے اس کی روح کیوں نہ فنا ہوتی۔ پاگل عورتیں تو اسے ملک الموت معلوم ہوتی تھیں۔

شام ہوتے ہوتے اس نے سب کچھ اپنے ذہن سے جھٹک دیا کیونکہ آج ہی اسے رائفل کلب میں برونوف سے نپٹنا تھا۔

کلب کے سیکریٹری گراہم نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور پھر کچھ دیر بعد وہاں ہائی سرکل کلب کا منیجر بھی نظر آیا۔

"میں تو جناب بقول شاعر اس کی شکست کا منظر دیکھنے آیا ہوں۔" اس نے حمید سے کہا۔

حمید اس پر صرف مسکرا کر رہ گیا۔ منیجر نے اسے بتایا کہ اس رات ہائی سرکل میں برونوف اپنے کمالات کا مظاہرہ نہیں کر سکا تھا۔

"پولیس کا نام سنتے ہی سب ٹھنڈے پڑ گئے تھے۔" اس نے کہا۔

حمید اس وقت اسے چھیڑنے کے موڈ میں نہیں تھا۔ اسے برونوف کا انتظار تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ لڑکیاں اسے کینہ توز نظروں سے دیکھ رہی ہیں۔ شائد حمید کا چیلنج انہیں بہت گراں

گذرا تھا۔ وہ برونوف کے لئے اسی طرح پاگل ہو رہی تھیں۔

آٹھ بج گئے لیکن برونوف نہ آیا۔ حالانکہ مقابلہ کے لئے یہی وقت طے پایا تھا۔ کلب کے ہال میں تماشائیوں کی بھیڑ بڑھتی جا رہی تھی۔

آدھا گھنٹہ اور گذر گیا۔ لیکن اس کا کہیں پتہ نہ تھا۔ فون کیا گیا مگر جواب ندارد۔ آخر تھک ہار کر لوگوں نے فرمائش کی کہ حمید اکیلے ہی کچھ پیش کرے۔

حمید کو یقین تھا کہ برونوف ضرور آئے گا اس لئے اس نے صرف خنجر ہی پھینکنے کے مظاہرے پر اکتفا کی۔ لیکن یہ بھی ایسا ہی تھا کہ حمید برونوف کے قائم کردہ ریکارڈ سے آگے ہی نکل گیا۔

تماشائیوں کو چونکنا پڑا.... خصوصیت سے لڑکیوں نے تو اس طرح آنکھیں مل مل کر اس مظاہرے کو دیکھا تھا جیسے یقین کرنا چاہتی ہوں کہ وہ جاگ ہی رہی ہیں اور وہ عالم خواب نہیں ہے۔

پھر نو بج گئے۔ لیکن برونوف نہ آیا۔ اس دوران میں کلب کا سیکریٹری گراہم کئی بار فون کر چکا تھا۔ لیکن برونوف کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا تھا۔

سوا نو بجے سیکریٹری نے اپنے اسسٹنٹ کو اس کے گھر بھیجا۔ ادھر لوگوں کا اصرار بہت بڑھا تو حمید کو ریوالور کے ہاتھ بھی دکھانے پڑے.... پنگ پانگ کی تین گیندوں کی بجائے پانچ گیندیں اچھالی گئیں۔ لیکن حمید نے ان میں سے ایک کو بھی زمین پر نہیں گرنے دیا۔ برونوف ابھی تک تین گیندوں سے آگے نہیں بڑھا تھا۔

"آپ تو شائد اس کے منہ میں بقول شاعر کالک ہی لگا دیں گے کپتان صاحب۔" ہائی سرکل کے منیجر نے کہا۔

"بیگم صاحبہ کو نہیں لائے۔" حمید نے ہنس کر پوچھا۔

"وہ کسی ایسے منحوس آدمی کی شکل دیکھنا نہیں پسند کریں گی جس نے برونوف کو للکارا ہو.... اوہو.... غلط نہ سمجھئے۔ اس میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے جس کا اضافہ میں نے کیا ہو۔ یہ محترمہ ہی کے الفاظ ہیں۔"

"بقول شاعر....!" حمید نے کہا اور ہونٹ بھینچ لئے۔

لوگوں نے پھر شور مچانا شروع کر دیا۔ "کچھ اور.... کچھ اور....!"

حمید نے ہاتھ اٹھا کر انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور پھر اونچی آواز میں بولا۔ ''دوسرے لات کا مظاہرہ یہاں ممکن نہیں ہے نہ آپ ہاتھی مہیا کر سکتے ہیں اور نہ توپ....!''

''کیا بات ہوئی۔'' مجمع سے آوازیں آئیں۔

''ہاتھی پر بیٹھ کر توپ چباتا ہوں.... نمبر ایک.... نمبر دو یہ کہ میں ہاتھی کے سینے پر پیر کر کھڑا ہو جاتا ہوں اور ہاتھی کا بال بھی بیکا نہیں ہوتا۔ نمبر تین.... یہ کہ توپ میری دم باندھ کر اڑا دی جاتی ہے اور میں کھڑا قہقہے لگاتا رہتا ہوں۔ نمبر چار توپ کا گولا میں خود نگل ہوں اور توپ آہیں بھرتی رہ جاتی ہے.... آپ نے اکثر مداریوں کو صرف ریز ریلیڈ چباتے ہو گا لیکن میں شیونگ اسٹک سیفٹی ریزر اور شیونگ برش تک ہضم کر جاتا ہوں۔ ہیئر آئل پی اہوں اور ہیئر کریم ٹوسٹ پر لگا کر کھاتا ہوں۔''

حمید بکواس کرتا رہا اور قہقہے بلند ہوتے رہے....!

دفعتاً سیکریٹری گراہم بڑی بدحواسی کے عالم میں اس کے قریب آیا اور اس کے ہاتھ سے لے کر کہنے لگا۔

''خواتین و حضرات.... ایک منحوس خبر سننے کے لئے تیار ہو جایئے۔ ابھی ابھی اطلاع ملی کہ پرنس برونوف قتل کر دیئے گئے ہیں.... ان کی لاش ان کی قیام گاہ میں پڑی ہوئی ہے۔''

''تم جھوٹے ہو.... تم جھوٹے ہو۔'' کئی عورتیں ہسٹریائی انداز میں چیخیں۔

''نہیں.... یہ صحیح ہے۔ میرے اسسٹنٹ نے لاش خود دیکھی ہے۔''

مجمع میں ہراس پھیل گیا۔ حمید گراہم کا ہاتھ پکڑے اسے اسکے آفس کی طرف کھینچ رہا تھا۔

''تمہیں کیسے اطلاع ملی۔'' حمید اسے گھورتا ہوا بولا۔

''اوہ.... کیپٹن.... میرا دماغ قابو میں نہیں ہے۔ میں نے کئی بار برونوف کو رنگ کیا تھا جواب نہ ملا۔ پھر میں نے اپنے اسسٹنٹ کو وہاں بھیجا.... اسسٹنٹ نے وہیں سے اطلاع دی اس کی لاش مکان میں پڑی ہوئی ہے۔ اس نے پولیس کو بھی اطلاع دی ہے۔ آفیسر نے وہیں ٹھہرنے کو کہا ہے.... اب اسسٹنٹ مصیبت میں پڑ جائے گا۔ کیا حماقت ہوئی ہے مجھ میں نے اسی غریب کو کیوں بھیجا تھا.... مگر وہ بھی تو پرلے سرے کا احمق ہے آخر مکان کے اخل ہونے کی کیا ضرورت تھی۔''

"کیا برونوف کے مکان میں ملازم نہیں رہتے۔"

"وہ رکھتا ہی نہیں تھا.... نہ جانے کیوں؟ ویسے کہتا یہی تھا کہ وہ صرف یورو پین ملازمین کا عادی ہے۔ دیسی ملازم اس کے لئے دردسر بن کر رہ جائیں گے۔"

حمید تھوڑی دیر تک کھڑا کچھ سوچتا رہا۔ پھر آفس سے باہر نکل گیا۔

❁

برونوف کی قیام گاہ کے گرد پولیس نے گھیرا ڈال دیا تھا اور اندر آفیسر تلاشی لے رہے ایک کمرے میں فریدی رائفل کلب کے اسسٹنٹ سیکریٹری کا بیان لے رہا تھا۔

"میں نے متواتر دس منٹ تک گھنٹی بجائی تھی جناب!" سیکریٹری کہہ رہا تھا۔ "لیکن جواب نہ ملا"

"ہو سکتا ہے! گھنٹی میں نقص واقع ہو گیا ہو۔"

"جی نہیں! اندر سے گھنٹی کی آواز برابر آتی رہی تھی۔"

"پھر تم اندر داخل ہو گئے۔"

"جی ہاں! مجھے حیرت تھی کہ آخر دروازہ کیوں کھلا ہوا ہے۔ اگر کوئی اندر موجود ہے تو جو کیوں نہیں دیتا۔"

"کسی ملازم نے بھی تمہیں نہیں ٹوکا تھا۔"

"اس لاش کے علاوہ اور کوئی تھا ہی نہیں جناب۔"

"مگر تم اندر داخل ہی کیوں ہوئے تھے۔"

"خیال ہوا تھا کہ کہیں پرنس سو نہ رہے ہوں۔"

"آہا.... تو تمہیں معلوم تھا کہ پرنس کے ساتھ کوئی ملازم بھی نہیں رہتا۔"

"جی ہاں مجھے علم تھا۔"

"تم اس کی کھوج میں رہتے تھے۔"

"ہر ایک رہتا تھا۔ وہ ایسا ہی حیرت انگیز آدمی تھا اور اس سے تعلق رکھنے والی عجیب و باتیں بہت جلد مشہور ہو جاتی تھیں۔ مثال کے طور پر یہی بات کہ اتنا دولت مند آدمی کوئی نہیں رکھتا۔"

"تو یہ بات عام طور پر مشہور تھی کہ وہ ملازم نہیں رکھتا۔"

"جی ہاں! جسے اس سے ذرہ برابر بھی دلچسپی تھی اس سے تو وہ واقف ہی تھا۔"

"کیا اس کی نیند ایسی ہی تھی کہ وہ گھنٹیوں کی آواز سے نہ اٹھ سکتا۔"

"اسکے متعلق تو میں کچھ نہیں جانتا۔ لیکن اگر کوئی بہت زیادہ پی کر سویا ہو تو یہی کیفیت ہو گی۔"

"تو تمہیں شبہ تھا کہ وہ پی کر سو گیا ہے۔"

"جی ہاں....!"

"کیا وہ ایسا ہی لاپرواہ آدمی تھا کہ آج کے مقابلہ کو نظر انداز کر دیتا۔"

"اس کے متعلق میں کچھ نہیں عرض کر سکتا۔"

"تو پھر تمہیں کیسے خیال آیا تھا کہ وہ پی کر سو گیا ہو گا۔"

"اوہ....!" اسسٹنٹ اپنی پیشانی رگڑنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں خوف اور الجھن کے آثار صاف محسوس کئے جا سکتے تھے۔

"تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔"

"میں کیا عرض کروں جناب۔ میری شامت ہی تھی کہ اندر داخل ہو گیا تھا اب میں نہیں جانتا کہ میرا کیا حشر ہو گا۔ جب میں نے مسٹر گراہم کو فون پر ان کی اطلاع دی تھی تو انہوں نے بھی مجھے ڈانٹا تھا۔ کہا تھا کہ مجھ سے حماقت سرزد ہوئی تھی، مکان میں داخل نہ ہونا چاہئے تھا۔ اب پولیس والے مجھ پر بھی شبہ کریں گے۔"

"بہتر ہے کہ تم کسی ضمانت دینے والے کو تلاش کرو۔" فریدی نے کہا۔

"گراہم صاحب کے علاوہ اور کون ضمانت دے گا۔"

اس کے بعد فریدی پاس پڑوس والوں سے پوچھ گچھ کرنے لگا تھا۔

برونوف کی لاش خواب گاہ میں بستر ہی پر ملی تھی۔ اس کی بائیں کنپٹی میں سوراخ تھا اور بستر خون سے ڈوبا ہوا تھا۔ زخم کی حالت بتا رہی تھی کہ فائر بہت قریب سے کیا گیا تھا۔ ہو سکتا ہے ریوالور کی نال کنپٹی ہی پر رکھ دی گئی ہو۔

دوسری صبح ناشتے کی میز پر حمید موجود نہیں تھا۔ فریدی نے اس کے متعلق پوچھا لیکن

معلوم ہوا کہ وہ پچھلی رات ہی سے غائب ہے۔ بات تشویش کن تھی۔ فریدی نے اُٹھ کر اپنے بعض ماتحتوں کو فون کیا اور انہیں ہدایت کی کہ وہ آدھے گھنٹے کے اندر اندر حمید کو تلاش کریں۔

پچھلی رات فریدی دیر سے واپس آیا تھا اور آتے ہی سو گیا تھا۔ اگر اسے معلوم ہوتا کہ حمید گھر پر موجود نہیں ہے تو حمید کے بارے میں اسی وقت فکر لاحق ہو جاتی کیونکہ برونوف کی موت ایسی ہی چونکا دینے والی تھی۔

وہ ریسیور رکھ کر میز کے پاس سے ہٹنے ہی والا تھا کہ گھنٹی بجی۔

"ہیلو....!" فریدی نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"ہیلو! کون صاحب ہیں۔" دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز آئی۔

"فریدی....!"

"اوہ.... کرنل صاحب! میں شیلا درپن ہوں۔"

"ہاں کہئے۔"

"میں بہت شدت سے بور ہو رہی ہوں۔ بتائیے کیا کروں۔"

"کیوں کیا بات ہے۔"

"پرسوں رات آپ سے گفتگو ہوئی تھی اور آپ کے اٹھ جانے کے بعد میں نے ذرا تیز قسم کی شرابیں پی لی تھیں۔ نشہ ہو گیا تھا۔ اسی حالت میں پرنس برونوف کے گھر گئی تھی۔ لیکن اس نے مجھے عمارت میں نہیں داخل ہونے دیا تھا۔ میری توہین کی تھی۔ دھکیل کر دروازہ بند کر لیا تھا۔ میں نشے میں تو تھی ہی، دروازوں اور کھڑکیوں پر پتھر پھینکنے شروع کر دیئے تھے۔ میرا خیال ہے کہ سڑک پر کچھ لوگ اکٹھا ہو گئے تھے اور ان میں سے کوئی مجھے پہچانتا بھی تھا۔ اب پولیس والے مجھے بور کر رہے ہیں۔ بھلا میں اتنی سی بات پر دوسری رات اسے قتل کیوں کرنے لگی۔ پرسوں رات تو نشے میں تھی! اگر وہ پرسوں ہی قتل کیا گیا ہوتا تو پھر یقیناً میرے لئے پریشانی کی بات تھی۔"

"لہٰذا اب آپ کو پریشان نہ ہونا چاہئے! قاعدے کی بات ہے۔"

"لیکن یہ لوگ بور کر رہے ہیں۔ آج کل اتفاق سے رائے سرن شہر میں موجود نہیں ہیں ورنہ میرے لئے اور زیادہ الجھنیں پیدا ہو جاتیں۔"

"کیا ان کی عدم موجودگی میں آپ مطمئن ہیں۔" فریدی نے پوچھا۔
"عارضی طور پر.... کیونکہ اس کی اطلاع انہیں ضرور ملے گی۔"
"تب تو آپ کی پوزیشن بڑی خراب ہو جائے گی۔"
"ارے.... نہیں ہم دونوں ایک دوسرے کو معاف کر دیتے ہیں۔" شیلا ہنس پڑی۔ "ابھی پچھلے دنوں کی بات ہے کہ رائے سرن کو چماروں نے پیٹا تھا۔ لیکن میں نے انہیں معاف کر دیا تھا۔ یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے۔ آپ کا دل ایک چمار کی لونڈیا پر آ گیا تھا۔ وہ بھی کچھ مائل تھی۔ ایک رات گاڑی لے کر پہنچ گئے اور بستی کے باہر اس کا انتظار کرنے لگے.... اس نے آنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر شاید چماروں کو اطلاع مل گئی تھی.... انہوں نے گاڑی کو گھیر لیا۔ خوب پٹائی ہوئی۔"
"خوب....!" فریدی مسکرایا۔
"میں بہت صاف گو ہوں کرنل.... ایک کھلی ہوئی کتاب۔ جس کا دل چاہے پڑھ لے۔ میری اچھائیاں اور برائیاں میرے دوستوں پر ظاہر ہیں۔"
"لیکن آپ مجھے کیوں دوست بنانے پر تل گئی ہیں۔"
"یہ نہ پوچھئے۔" فریدی کو فون پر ٹھنڈی سانس کی آواز صاف سنائی دی! اور وہ بُرا سا منہ بنا کر رہ گیا۔
"اور کیا کہنا ہے آپ کو۔"
"یہی کہ ابھی تک خودکشی کا خیال نہیں آیا مجھے۔"
"اور شائد کبھی نہ آئے کیونکہ آپ دونوں ایک دوسرے کو معاف کر دیتے ہیں اور آپ کھلی ہوئی کتاب ہیں۔" فریدی نے تلخ لہجے میں کہا۔ "آپ کے معاملہ میں برونوف سے غلطی ہوئی تھی۔"
"کیا مطلب....!"
لیکن فریدی نے کوئی جواب دیئے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا۔

❁

گیارہ بجے حمید آفس پہنچا۔ فریدی آفس میں موجود تھا.... لیکن اس سے پہلے محکمہ کے کسی آدمی سے حمید کے متعلق کوئی اطلاع نہیں ملی تھی۔

"تم کہاں تھے؟" فریدی نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"یہ نہ پوچھئے۔" حمید نے رومال سے چہرہ کا پسینہ خشک کرتے ہوئے کہا۔ "رات سے اب تک اچار نکل گیا۔"

"تم تھے کہاں۔"

"ایک دو جگہ رہا ہوں تو بتاؤں.... برونوف کے قتل کی اطلاع ملتے ہی میں اس نتیجہ پر پہنچا تھا کہ برونوف ہی آخری آدمی نہیں تھا بلکہ اس گروہ کا کرتا دھرتا کوئی اور ہی ہے۔"

"غالباً تم اسے پکڑ کر بند کر آئے ہو گے۔" فریدی نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"آپ تو خفا ہونے لگے ہیں۔" حمید بچکانہ لہجے میں بولا۔ "آپ کو کیا پتہ کہ میں کتنا بڑا تیر مار کر آیا ہوں۔ ہتھکڑیاں تیار رکھئے۔"

"کس کے لئے۔"

حمید نے چاروں طرف دیکھا اس وقت کمرے میں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

"سر داؤد کے لئے....!" اس نے آہستہ سے کہا۔

"حمید....!" فریدی کا لہجہ پُر مسرت تھا۔ اس نے اٹھ کر اس کی پیٹھ ٹھونکتے ہوئے کہا۔ "تم پر میری محنت برباد نہیں ہوئی۔"

"اور اس پر سے میری ذاتی صلاحیتیں۔" حمید اکڑ کر بولا۔

"یقیناً.... یقیناً....!" فریدی نے سر ہلا کر کہا۔ "اس سے کسے انکار ہو سکتا ہے۔ برخوردار مجھے یہ تو سمجھا دو کہ ہم اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں کیسے ڈالیں گے۔"

"لیڈی داؤد کی زندگی کے بیموں کی رقم کروڑوں تک جا پہنچتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اب سر داؤد ہی وصول کرے گا۔"

"ٹھیک ہے.... جواز ہو سکتا ہے.... یعنی اس نے یہ رقومات وصول کرنے کے لئے ا بالکنی سے نیچے پھینک دیا تھا لیکن ہمیں میریا سے گفتگو کرنے کا موقعہ ہی نہ مل سکتا تھا کہ سر دا کے اس بیان کی تصدیق ہو سکتی کہ میریا نے اسے لیڈی داؤد کے رونے کی اطلاع دی تھی اور جیسے ہی وہ کمرے میں پہنچا تھا لیڈی داؤد نے بالکنی سے چھلانگ لگا دی تھی۔"

"جی ہاں.... اور پھر پہلے تو اس نے آپ کو ٹھکانے لگانے کی کوشش کی اور جب میریا ظا

ہو گئی تو اسے بھی ختم کر دیا۔"

"مگر تم ابھی برونوف اور کسی گروہ کی باتیں کر رہے تھے۔" فریدی نے سگار سلگاتے ہوئے کہا۔

"ہاں.... ہاں.... کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں کوئی بات دلیل کے بغیر کہوں گا۔ آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ گلوریا ہوش میں آگئی ہے۔"

"اوہ....!" فریدی اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

"وہ بہت خائف ہے۔"

"پہلے یہ بتاؤ کہ ڈاکٹروں کا کیا خیال ہے۔"

"ڈاکٹر کہتے ہیں کہ کوئی خطرناک چیز اس کے جسم میں انجکٹ کی گئی تھی جس نے اس کے ذہن پر بُرا اثر ڈالا ہے، لیکن وہ اس کا اندازہ نہیں کر سکے کہ وہ اس کے سسٹم پر مستقلاً اثر انداز ہوئی ہے یا نہیں۔"

"ہوں.... اچھا اب اس کی یادداشت کا کیا عالم ہے۔"

"وہی.... جو اس حادثہ سے پہلے تھا۔ اسے سب کچھ یاد ہے۔ اس نے بتایا تھا کہ وہ اسے ہیڈ کوارٹر لے جا رہے تھے۔"

"ہیڈ کوارٹر....!" فریدی نے حیرت سے دہرایا۔

"ہاں، وہ اسے ہیڈ کوارٹر ہی کہتی ہے جہاں سے احکامات صادر ہوتے ہیں۔ لیکن سربراہ کی شخصیت سے کوئی بھی واقف نہیں ہے، صرف ایک سایہ نظر آتا ہے اور آواز آتی ہے.... وہ سربراہ ہی کی آواز ہوتی ہے اور ہیڈ کوارٹر آئے دن تبدیل بھی ہوتا رہتا ہے۔ آج اس عمارت میں کل اس عمارت میں.... برونوف کے متعلق وہ اس سے زیادہ نہیں بتا سکتی کہ اسی نے اس کی سفارش رائے سرن کی بیوی سے کی تھی۔ گلوریا کو ہیڈ کوارٹر سے اطلاع ملی تھی کہ وہ برونوف سے ملے! اس کے ذمہ یہ کام تھا کہ وہ شیلا کی نقل و حرکت کی خبر ہیڈ کوارٹر تک پہنچاتی رہے.... اس نے بتایا کہ کار میں تین آدمی تھے.... ایک نے اسے پکڑ لیا تھا دوسرے نے اسے بازو میں کوئی چیز انجکٹ کی تھی اور پھر کار کی رفتار کم کر کے اس کے نیچے دھکیل دیا گیا تھا۔ اب اگر وہ نامعلوم آدمی سر داؤد ہی نکلا تو....!"

فریدی تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "ڈاکٹروں کو معلوم ہو گیا کہ اب اس کی ذہنی

حالت ٹھیک ہے۔"

"وہ اتنی احمق نہیں ہے کہ اپنی موت کا سامان خود ہی کرے۔" حمید نے کہا۔ "وہ میری اصلیت سے واقف تھی۔ اس لئے اس نے مجھ پر یہ راز ظاہر کردیا۔ ویسے تو وہ اب بھی پاگل بنی ہوئی ہے اور میں نے بھی اسے یہی مشورہ دیا ہے۔"

تلاش

گلوریا اسی شب کو پھر فریدی کی کوٹھی میں نظر آئی.... آتے وقت کمپاؤنڈ میں اس نے بڑا غل غپاڑہ مچایا تھا اور سارے نوکر غیر معمولی حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوگئے تھے۔ ویسے تو حمید کی موجودگی میں ہر وقت ہی وہ غیر معمولی حالات کا مقابلہ کرنے کو تیار رہتے تھے۔

بدقت تمام حمید اسے اندر لے جانے میں کامیاب ہوا تھا۔ ایکٹنگ تو اسے بہرحال کرنی ہی تھی۔ وہ اسے اوپری منزل پر تجربہ گاہ میں لایا۔

فریدی چند لمحے گلوریا کو گھورتا رہا پھر بولا۔ "بیٹھ جاؤ۔"

گلوریا بیٹھ گئی۔ اس کے چہرے پر اطمینان ہی اطمینان دکھائی دے رہا تھا۔

"تم کیپٹن حمید کو کب سے جانتی ہو۔" فریدی نے پوچھا۔

"کل سے....!"

"جب تم.... پول میں اس کے ساتھ ناچ رہی تھی.... اس وقت تمہارا کیا خیال تھا۔"

"میں انہیں کوئی فلرٹ سمجھی تھی۔"

"پھر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ کیپٹن حمید ہے۔"

"کل ہسپتال میں گروہ کا ایک آدمی آیا تھا۔ ڈاکٹر سے اس نے بتایا تھا کہ وہ مجھے جانتا ہے اور شیلا درپن کا ملازم ہے اور ڈاکٹر سے پوچھا تھا کہ میں ہسپتال کیسے پہنچی تھی۔ تب ڈاکٹر نے میرے سامنے ہی اسے بتایا تھا کہ میرا ذہنی توازن بگڑ گیا تھا اور وہاں مجھے کیپٹن حمید نے پہنچایا تھا۔"

"تم بدستور پاگل بنی رہی تھیں یا تم نے اس آدمی پر ظاہر کردیا تھا کہ اب تمہاری ذہنی حالت قابل اعتماد ہے۔"

"بھلا میں یہ کیسے کر سکتی تھی۔ کیونکہ مجھے کار والا واقعہ یاد تھا۔ انہوں نے بڑی بے دردی سے کوئی چیز میرے بازو میں انجکٹ کی تھی اور مجھے نیچے پھینک دیا تھا.... اُف فوہ.... مجھے اس وقت ایسا ہی لگا تھا جیسے انہوں نے پگھلی ہوئی آگ میرے جسم میں داخل کر دی ہو۔ مجھے اتنا تو یاد ہے کہ گاڑی سے نیچے دھکیل دی گئی تھی۔ لیکن اس کے بعد کے واقعات ذہن سے اتر چکے ہیں۔"

"ہوں....!" فریدی تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "انہیں اس زہر پر بڑا اعتماد تھا۔ لیکن وہ بیکار ہو گیا۔ اب اگر انہیں اس کا علم ہو جائے تو وہ تمہیں زندہ نہ چھوڑیں گے۔ تم نے بڑی عقلمندی سے کام لیا۔ ہاں کیا تمہارے گروہ میں کوئی لڑکی میریا بھی تھی۔"

"نہیں یہ نام میرے لئے بالکل نیا ہے۔" گلوریا نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔

فریدی میریا کا حلیہ بیان کرنے لگا۔

"نہیں جناب اس شکل وصورت کی کوئی لڑکی ابھی تک میری نظروں سے نہیں گذری۔"

"اس گروہ کا خاص مشغلہ کیا ہے۔"

"یقین کیجئے کہ مجھے اس کا علم آج تک نہیں ہو سکا۔"

"تمہارے ذمہ کیا کام تھا۔"

"شیلا کی ملازمت میں آنے سے پہلے میں گولڈن سلک ملز کے مالک کی اسٹینو تھی اور مجھے اس پر نظر رکھنے کی ہدایت دی گئی تھی.... پھر شیلا کی ملازمت میں آنے سے ایک ہفتہ قبل وہاں سے استعفے دینا پڑا تھا۔ شائد وہاں کا کام پورا ہو چکا تھا.... لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ انہوں نے میرے ساتھ ایسا برتاؤ کیوں کیا۔"

"سیدھی سی بات ہے ضرور سمجھ میں آنی چاہئے۔" فریدی مسکرایا۔

"کیا اسلئے کہ میں پرسوں رات کیپٹن کی ہمرقص تھی۔" گلوریا نے تشویش کن لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے! وہ نہیں چاہتے کہ ان کا کوئی آدمی پولیس کی نظروں میں آئے۔ تمہیں حمید کے ساتھ دیکھ کر انہیں شبہ ہوا ہوگا۔ انہوں نے سوچا اس پودے کو جڑیں مضبوط ہونے سے پہلے ہی کیوں نہ اکھاڑ پھینکا جائے۔"

"پھر اب بتائیے مجھے کیا کرنا چاہئے۔"

"اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ انہیں عدالت تک پہنچانے کی کوشش کرو۔"

"میری دانست میں جتنی بھی عمارتوں کا ان سے تعلق ہے آپ کے علم میں لائی جائیں گی۔ وہ عمارتیں مختلف اوقات میں ہیڈ کوارٹر کی حیثیت سے استعمال کی جاتی رہی ہیں۔"

تین دن تک فریدی اور حمید گلوریا کی بتائی ہوئی عمارتوں پر چھاپے مارتے رہے لیکن نہ تو کوئی گرفتاری عمل میں آئی اور نہ کوئی ایسی چیز ہی ہاتھ لگ سکی، جو اس گروہ کا قلع قمع کرنے میں مدد دے سکتی۔

ہر عمارت ہی خالی ملتی اور اس میں فرنیچر کے علاوہ اور کسی قسم کا سامان نہ ملتا۔ آس پاس والوں سے پوچھ گچھ کرنے پر معلوم ہوتا کہ دو چار دن پہلے تو وہ عمارت آباد ہی تھی۔

چوتھے دن گلوریا نے فریدی سے اس سلسلہ میں گفتگو کرتے ہوئے کہا۔ "اگر میرا باہر نکلنا خطرناک نہ ہوتا تو میں انہیں ڈھونڈ نکالتی۔"

"کیا تم باہر جانا چاہتی ہو۔" فریدی نے پوچھا۔

"اس کے بغیر کام نہیں چلے گا۔ مگر میں مرنا بھی نہیں چاہتی۔"

"تمہیں کوئی پہچان ہی نہ سکے گا۔"

"یہ کیسے ممکن ہے۔"

"میک اپ.... ایسا میک اپ کہ تمہیں تمہاری ماں بھی نہ پہچان سکے۔"

"اوہ.... تب تو بہت کچھ ہو سکے گا۔" لڑکی خوش ہو کر بولی۔

جس وقت یہ گفتگو ہوئی تھی، حمید بھی موجود تھا۔ فریدی نے اس کی طرف دیکھ کر کہا "دراصل ہم ایک بہت بڑی غلطی کے مرتکب ہوتے رہے ہیں۔ پولیس کی جمعیت کے ساتھ چھاپہ مارنا سرے سے حماقت تھی، وہ ہوشیار ہو جاتے تھے۔"

"میرا خیال ہے کہ ناکامی کی یہی وجہ ہو سکتی ہے۔ آپ ٹھیک کہتے ہیں جناب۔"

"اور اب میں نے سوچا ہے کہ ہم دونوں کے علاوہ اور کوئی نہ ہوگا۔ چھاپے رات ہی کو مارے جائیں گے، دن کو نہیں۔"

"بڑی معقول تجویز ہے۔" حمید خوش ہو کر بولا۔

"لیکن آپ دو آدمی کیا کرسکیں گے۔" گلوریا نے کہا۔

"تم اس کی پرواہ نہ کرو۔ ہم لوگ زیادہ بھیڑ بھاڑ کے عادی نہیں ہیں۔" فریدی بولا۔

بات طے ہو گئی۔ گلوریا یوریشین تھی، لیکن فریدی نے اسے سو فیصدی دیسی بنا دیا کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس میں سفید نسل کا شائبہ بھی ہو گا۔

وہ سارا دن باہر رہی اور حمید فریدی پر تاؤ کھاتا رہا۔ کیونکہ فریدی نے اسے گلوریا سے دور رہنے کی ہدایت کی تھی۔

شام کو واپس آئی اور اس نے ایک ایسی عمارت کا پتہ بتایا جو ایگل اسکوائر میں واقع تھی۔

"میں نے ایک ایسے آدمی کا تعاقب کیا تھا، جو ہیڈ کوارٹر میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ سربراہ کے احکامات اسی کے ذریعہ کام کرنے والوں تک پہنچتے ہیں۔"

"تمہیں یقین ہے کہ آج کل وہی عمارت ہیڈ کوارٹر کی حیثیت سے استعمال کی جارہی ہے۔" فریدی نے پوچھا۔

"ہاں یقین ہے! پہلے یہ عمارت میرے علم میں نہیں تھی۔ آج ہی آئی ہے۔"

"اچھی بات ہے۔" فریدی نے حمید کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ہم دونوں بھی میک اپ ہی میں چلیں گے۔"

پھر لڑکی سے بولا۔ "اگر تمہیں ایڈونچر کا شوق ہو تو تم بھی چل سکتی ہو۔"

"مجھے لڑائی بھڑائی سے خوف معلوم ہوتا ہے۔" گلوریا کانپ کر بولی۔

حمید دیر سے فریدی کا منتظر تھا۔ اس نے اس کا میک اپ کر کے اسے تو روانہ کر دیا تھا اور خود تھوڑی دیر بعد آنے کا وعدہ کیا تھا.... وہ میونسپل ٹاور کے قریب اس کا انتظار کرتا رہا۔

ساڑے نو بجے.... ایک خوفناک شکل کا آدمی آکر اس کے قریب کھڑا ہو گیا۔ قدو قامت سے یہ فریدی ہی معلوم ہوتا تھا لیکن لاکھ آنکھیں پھاڑنے کے باوجود بھی اس کے چہرے میں فریدی کی جھلکیاں نظر نہ آئیں، اس نے اشارے سے اسے چلنے کو کہا۔

"کمال کر دیا آپ نے.... آج رات کو مجھے بڑے ڈراؤنے خواب آئیں گے۔" حمید نے کہا۔

اس نے جیب سے کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالا اور حمید کے ہاتھوں میں پکڑا دیا۔ جس پر تحریر تھا۔

"یہ کچھ اس قسم کا میک اپ ہے کہ ہونٹ ہلانے سے خراب ہو جائے گا۔ لہٰذا مجھے بولنے پر مجبور نہ کرو۔ خاموشی سے چلو! میرے کسی کام میں دخل نہ دو۔"

"مار ڈالا.....!" حمید روہانسی آواز میں بولا۔ "آپ نہ بولئے گا مگر مجھے تو رونے دیجئے ادھر کچھ دنوں سے آپ میرے لئے فلاں معمہ نمبر ۴۲۰ کا کوئی جلیپائی اشارہ بن کر رہ گئے ہیں کہ خواہ قلندر بھرو خواہ چقندر بھرو، ہر حال میں ساڑھے سات غلطیاں آئیں گی اور پہلا انعام ساڑھے باون ہزار خوش نصیبوں میں برابر برابر بحساب ایک آنہ تین پائی فی کس پوری پوری ایمانداری کے ساتھ تقسیم ہو جائے گا۔"

لیکن اسے حقیقتاً کوئی جواب نہ ملا اور پھر وہ بھی خاموشی سے چلنے لگا۔ مگر کچھ دور چلنے کے بعد اس نے بوکھلا کر پوچھا۔ "کیا پیدل ہی چلیں گے۔"

جواب اثبات میں ملا اور حمید کے دیوتا کوچ کر گئے۔ یہاں سے ایگل اسکوائر کا فاصلہ ڈھائی میل سے کسی طرح کم نہ رہا ہو گا۔

مگر اسے ہر حال میں چلنا ہی تھا۔

ایگل اسکوائر والی عمارت کی کمپاؤنڈ تاریک اور ویران تھی۔ حمید نے سوچا کہ کہیں یہاں کتے نہ ہوں۔ لیکن پھر ان عمارات کا خیال آیا جہاں وہ اپنے تین دن برباد کرنے کے باوجود بھی کچھ نہ معلوم کر سکے تھے۔ اس کی دانست میں اس وقت کی بھاگ دوڑ کا بھی یہی انجام ہونے والا تھا۔

عمارت کی صرف ایک کھڑکی میں روشنی نظر آ رہی تھی۔

حمید نے ایک پتھر اٹھا کر کمپاؤنڈ میں پھینکا اور ایک طرف ہو گیا۔ پتھر گرنے کی آواز آئی اور اسکے بعد پھر وہی پہلے کا سا سکوت طاری ہو گیا۔ اس کا یہ مطلب تھا کہ کمپاؤنڈ میں کتے نہیں تھے۔

پھاٹک سلاخوں دار تھا۔ اس لئے اسے کھول لینے میں دشواری نہیں پیش آئی، دوسری طرف قفل بھی نہیں تھا۔

کمپاؤنڈ سے گذر کر وہ پورچ میں پہنچے اور وہاں سے برآمدے میں۔ برآمدے میں اندھیرا اور زیادہ گہرا ہو گیا تھا۔

حمید دروازے ٹٹولنے لگا۔ لیکن اچانک اسے اپنی بائیں کنپٹی پر کسی ٹھنڈی سی چیز کا دبا

محسوس ہوا اور ساتھ ہی سرگوشی سنائی دی۔ "خبردار.... آواز نہ نکلے۔"

اس نے سوچا ظاہر ہے کہ فریدی کا بھی یہی حشر ہوا ہوگا۔ یا ممکن ہے وہ نکل ہی گیا ہو۔ وہ اپنے دل کی دھڑکنوں کے علاوہ اور کسی قسم کی آواز نہیں سن رہا تھا۔ یہ دل کی دھڑکنیں بھی اس وقت آوازیں ہی معلوم ہو رہی تھیں۔

پھر ایک دروازہ کھلا اور ریوالور کی نال اس کی کنپٹی سے ہٹ کر کمر سے جا لگی۔

"چلو....!" غرائی ہوئی سی آواز میں کہا گیا۔ سامنے راہداری میں خاصی روشنی تھی۔ فریدی آگے تھا اور ایک آدمی اس کی کمر سے بھی ریوالور لگائے ہوئے چل رہا تھا۔

پھر وہ ایک بڑے سے ہال میں پہنچے.... جہاں ایک نقاب پوش پہلے سے موجود تھا۔ وہ دونوں آدمی جو انہیں یہاں تک لائے تھے پیچھے ہٹ گئے۔ لیکن ان کے ریوالوروں کا رخ انہیں کیطرف رہا۔

"ارے مار ڈالا....!" دفعتاً حمید کے منہ سے نکلا۔ "بُرے پھنسے۔"

اسے ایک دروازے میں گلوریا نظر آئی تھی، جو اب میک اپ میں نہیں تھی۔ وہ مسکرا رہی تھی۔ لیکن اس مسکراہٹ کو زہر آلود ہی کہا جا سکتا تھا۔

اچانک نقاب پوش نے قہقہہ لگایا اور پھر بولا۔ "دیکھا تم لوگوں نے۔ میک اپ کر کے آئے تھے۔ تم لوگ بھی ایکٹر ہو۔ لیکن گلوریا تم سے بھی زیادہ کامیاب ایکٹرس ہے۔ کیسا الو بنایا تمہیں.... کرنل فریدی.... کیپٹن حمید.... ہنہہ یہ وہی جوڑا ہے جس سے بڑے بڑے کانپتے ہیں لیکن میں آج تمہیں چیونٹیوں کی طرح مسل کر رکھ دوں گا۔"

"کرنل....!" گلوریا کی آواز ہال میں گونجی۔ "اب میں یہاں تمہارے ایک سوال کا جواب دے سکتی ہوں۔ تم نے مجھ سے میریا کے متعلق پوچھا تھا۔ ہاں وہ میری ایک بہت پیاری دوست تھی، لیکن محض تمہاری بدولت اسے اپنے ہی ہاتھوں سے ہمیشہ کے لئے سلانا پڑا تھا۔ میں نے اسے ... را تھا۔"

"سن رہے ہیں۔" حمید نے فریدی کو گھور کر کہا۔ "کچھ تو بولئے۔ یا یہاں بھی ہونٹ ہلانے نہ میک اپ تباہ ہو جائے گا۔"

وہ کچھ نہ بولا۔

"ان دونوں کو ختم کر دو۔" دفعتاً نقاب پوش نے کہا اور بڑی تیزی سے دو فائر ہوئے۔ دو

چیخیں ہال میں گونجیں.... حمید فرش پر گر کر تڑپ رہا تھا۔

لیکن پھر اسے سچ مچ اپنی بوکھلاہٹ پر رونا آگیا۔ کیونکہ نہ تو وہ اس کی چیخ تھی اور نہ اس کے گولی ہی لگی تھی۔ البتہ اس نے ان دونوں آدمیوں کو تڑپتے دیکھا جو انہیں بر آمدے سے ہال میں لائے تھے۔

اور فریدی نقاب پوش سے گتھا ہوا تھا.... حمید نے دوڑ کر گلوریا کو پکڑ لیا، جو شائد بھاگنے ہی کی تیاری کر رہی تھی۔

حمید کا اندازہ تھا کہ عمارت میں ان دونوں آدمیوں کے علاوہ اور کوئی بھی موجود نہیں ہے ورنہ فائروں کی آواز پر کوئی نہ کوئی ضرور آتا۔ مگر فائر کس نے کئے تھے؟

گلوریا اس کی گرفت سے نکل جانے کے لئے زور کر رہی تھی۔

"ارے.... ارے.... تم اتنی بور کیوں ہو رہی ہو ڈارلنگ.... آؤ رمبا ناچیں۔"

"چھوڑ.... دو.... مجھے چھوڑ دو....!"

"بھلا چھوڑ دینے سے مجھے کیا فائدہ ہوگا۔" حمید نے مایوسی سے کہا اور ناچنے کے سے انداز میں اسے جھنجھوڑنے لگا۔ پھر بولا۔ "گاتی بھی رہو....!" اور ساتھ ہی اس کے بال پکڑ کر ایک زوردار جھٹکا دیا۔ وہ بے ساختہ چیخ پڑی اور حمید بولا۔ "ہاں یہ تان خاصی تھی.... چلو اب دوسری۔"

دفعتاً اس نے دیکھا کہ نقاب پوش نے فریدی کو گرا لیا ہے۔

اس نے ریوالور نکالنے کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ بائیں جانب سے آواز آئی۔

"بہت خوب.... بہت اچھے جا رہے ہو۔"

حمید بے ساختہ اچھل پڑا.... یہ فریدی کی آواز تھی اور فریدی تو ایک دروازہ میں کھڑا رہا تھا۔ پھر یہ کون تھا، جو یہاں تک اسکے ساتھ آیا تھا اور اب نقاب پوش اسے رگڑے دے رہا تھا نقاب پوش نے بھی مڑ کر دروازے کی طرف دیکھا اور پھر اسے چھوڑ کر گلوریا کو گالیاں د ہوا فریدی کی جانب دوڑا۔

لیکن فریدی کا ایک ہی گھونسہ اسے ہال کے وسط میں لے آیا اور حمید گلوریا کو جھنجھوڑ کر گانے لگا۔

"کر کے بدنام میری نیندیں حرام کہاں چلا گیا۔ ابے کہاں چلا گیا۔"

پھر نقاب پوش کو دوبارہ اٹھنا نصیب نہیں ہوا.... فریدی کی ٹھوکریں برابر اس کے سر پر پڑ رہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ لمبا لمبا لیٹ گیا۔

"نقاب ہٹاؤ۔" فریدی نے حمید سے کہا اور دوسرے آدمی سے بولا۔ "وحید تم لڑکی کو سنبھالو۔"

تو یہ وحید تھا۔ حمید کے محکمے کا ایک معمولی کانسٹیبل! لیکن ڈیل ڈول فریدی ہی کا سا رکھتا تھا۔ اس لئے حمید دھوکا کھا گیا تھا۔

وحید نے گلوریا کی کلائیاں پکڑلیں، اور حمید دل ہی دل میں "سر داؤد.... سر داؤد" رٹتا ہوا بیہوش نقاب پوش کی طرف بڑھا۔ لیکن خدا کی پناہ۔ نقاب ہٹاتے ہی وہ اس بُری طرح اچھلا جیسے فرش پر خنجر اگ آئے ہوں۔ کیونکہ بے بیہوش نقاب پوش سر داؤد کی بجائے رائفل کلب کا سیکریٹری گراہم نکلا تھا۔

❁

دوسری صبح حمید کے لئے خوشگوار نہیں تھی۔ کیونکہ اسے پچھلی رات جاگ کر ہی گذارنی پڑی تھی....اور پھر صبح ہی سے فریدی کیساتھ لگ جانا پڑا تھا۔

فریدی نے گلوریا کی نشاندہی پر کئی عمارتوں پر چھاپہ مارا اور کام کی بہتیری چیزیں برآمد کیں۔ س کے ساتھ ہی کچھ گرفتاریاں بھی عمل میں لائی گئیں۔ لیکن حمید کو فریدی سے تفصیلی گفتگو کا موقعہ نہ مل سکا۔ اس دوران میں کئی بار ایسا بھی ہوا تھا کہ فریدی ایک آدھ گھنٹہ کے لئے اس سے لگ ہو گیا تھا.... اور اس وقت بھی حمید اس توقع پر گھر کی طرف چل پڑا تھا کہ اب اس سے گھر ی پر ملاقات ہو گی.... لیکن گھر پہنچ کر بھی نو بجے تک اسے اس کا انتظار کرنا پڑا.... پلکیں نیند کے مارے جھکی پڑ رہی تھیں۔ لیکن اس کیس کی تفصیل سننے کیلئے وہ اپنے ذہن سے لڑتا ہی رہا تھا۔

نو بجے فریدی واپس آیا اور وہ سارا کام نپٹا کر ہی آیا تھا۔

"یہ بات ہمیشہ یاد رہے گی کہ آپ نے مجھے اس طرح الو بنایا تھا۔" حمید نے کہا۔

"غالباً تمہارا اشارہ وحید والے معاملہ کی طرف ہے۔"

"آخر اس کی کیا ضرورت تھی۔ اگر ضرورت تھی بھی تو مجھے بتا دینے میں کیا حرج تھا۔"

"بیک وقت دو سوال؟ خیر سنو! میں اتنا احمق نہیں ہوں کہ اس لڑکی کے فقرے پر

آ جاتا.... جو لوگ میریا اور برونوف کو قتل کر سکتے تھے وہ بھلا انجکشن وغیرہ کا کھڑاگ کیوں پھیلاتے! میریا اور برونوف سے انہیں خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ ان کے ذریعہ راز افشاء ہو سکتا ہے۔ لہٰذا انہوں نے ان کو ختم کر دیا۔ یہی چیز اس لڑکی کے لئے بھی ہو سکتی تھی۔ پھر وہ تو شروع ہی سے مجھے ٹھکانے لگا دینے کی فکر میں تھے پھر میں کیوں نہ محتاط ہو جاتا۔"

"قصہ کیا تھا....!"

"بلیک میلنگ.... گراہم بہت عرصہ سے یہ کاروبار کر رہا تھا.... لیکن کوئی ایسا کیس میرے سامنے نہیں آیا تھا، جس کے ذریعہ اس تک پہنچنے کے امکانات ہوتے۔ اتفاق سے لیڈی داؤد کی خودکشی نے اس کا ایک کھیل بگاڑ دیا اور جب اس نے دیکھا کہ اس کی تفتیش میرے سپرد کر دی گئی ہے تو اس نے مجھے ہی راستے سے ہٹا دینے کی کوشش شروع کر دی۔ حالانکہ اگر وہ اس چکر میں نہ پڑتا تو شائد مجھے اس تک پہنچنے کے لئے مثال کے طور پر دو چار جنم لینے پڑتے.... مگر وہ مجھے اپنی راہ پر دیکھ کر بوکھلا گیا تھا اور اسی بوکھلاہٹ میں اس سے گلوریا والی حماقت بھی سرزد ہو گئی اور میرا ہاتھ اس کے گریبان تک پہنچ ہی گیا۔ اس نے برونوف کو بھی بلیک میل کر کے قابو میں کیا تھا۔ ٹھہرو لگے ہاتھوں تمہیں برونوف کے متعلق بھی بتاتا چلوں.... برونوف روس کا ایک باغی جاسوس تھا جس کے سر کی قیمت لگادی گئی تھی۔ دنیا کی کئی حکومتیں اسے زندہ یا مردہ اپنے قبضہ میں دیکھنا چاہتی تھیں۔ پچھلی جنگ میں وہ روس کے لئے کام کرتا رہا تھا۔ پھر نازیوں سے جا ملا تھا۔ پھر نازیوں کو بھی دھوکا دے کر انگریزوں کے پاس چلا آیا تھا۔ پھر اس کے پاس سے جاپان کی طرف نکل بھاگا اور بہت دنوں تک جنرل ٹوجو کے لئے کام کرتا رہا۔ جنگ ختم ہونے پر اس نے دوسرا ذریعہ معاش تلاش کر لیا۔ یہ تھا مالدار عورتوں کو پھانس کر ان کی دولت پر ہاتھ صاف کرنا۔ مغربی جرمنی میں اس نے کئی خاندان تباہ کر دیئے تھے لیکن فرانس میں قلعی کھلنے سے پہلے ہی یہاں چلا آیا تھا۔ گراہم شاید اس کی ہسٹری سے واقف تھا۔ لہٰذا اس نے اسے بلیک میل کرنا شروع کر دیا تھا۔ وہ گراہم کے لئے امیر گھرانوں کی عورتوں سے دوستی کرتا اور پھر وہ عورتیں بلیک میل کی جاتی تھیں.... مگر برونوف ہی گراہم کا کفن ثابت ہوا۔ اس نے اس دوران میں دو عورتوں کو شکار کیا تھا۔ لیڈی داؤد اور شیلا درپن۔ لیکن دونوں ہی کا انتخاب غلط ہوا تھا۔ لیڈی داؤد کے پاس اس کی اپنی کوئی نجی رقم نہیں تھی کہ وہ ان لوگوں کے مطالبات پورے کر سکتی۔ سر داؤد سے اسے جو

رقومات ملتی تھیں ان کا وہ باقاعدہ طور پر حساب رکھتا تھا اور لیڈی داؤد بھی اسے حساب دیتے رہنے کی عادی تھی۔ گراہم نے اس کی اور برونوف کی کچھ قابل اعتراض تصاویر حاصل کرلی تھیں اور سے ہر ایک کا نمونہ بھیج کر دھمکی دی تھی اگر اس نے ایک ہفتے تک نصف لاکھ روپیہ نہ فراہم کیا تو وہ تصاویر چھپوا کر شہر میں تقسیم کرادی جائیں گی۔ لیڈی داؤد نے غالباً سوچا ہوگا کہ وہ ایک مستقل عذاب میں پڑگئی ہے جس سے پیچھا چھڑانے کا واحد ذریعہ خودکشی ہی ہوسکتی ہے۔ میریا اس لئے رکھی گئی تھی کہ وہ لیڈی داؤد پر نظر رکھے اور اسے پولیس سے سلسلہ جنبانی نہ کرنے دے۔ اہم کو توقع نہ رہی ہوگی کہ وہ خودکشی ہی کرلے گی۔ ورنہ وہ کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرتا۔ کوئی ئ راہ نکالتا۔ لیڈی داؤد کے پاس زہر کی شیشی میریا نے بھی دیکھی ہوگی اور اس کی اطلاع گراہم کو ی ہوگی، اس پر گراہم نے بوکھلا کر سر داؤد کو ڈی لکس میڈیکل اسٹور کے مالک کی حیثیت سے ن کیا ہوگا تاکہ یہ خودکشی ہر حال میں رک جائے.... رہی شیلا تو وہ ابھی اس اسٹیج پر نہیں پہنچی جس سے لیڈی داؤد گذر چکی تھی۔ اگر پہنچتی بھی تو کیا ہوتا۔ گراہم ہی کو منہ کی کھانی پڑتی۔ نکہ وہ دوسری قسم کی عورت ہے۔ اگر ضرورت پڑجائے تو سر عام برہنہ رقص شروع کردے ۔ اسے کوئی کیا بلیک میل کرے گا۔ شائد وہ گراہم کو ناکوں چنے چبوا دیتی۔ بہرحال اس کا معاملہ ں تھا وہیں رہ گیا۔!"

"ان دونوں کے علاوہ اور بھی تھیں۔" حمید نے پوچھا۔

"نہ جانے کتنی ہوں گی حمید صاحب۔ گراہم کے پاس نہ جانے کتنے ذرائع تھے جن سے ان کا س چلتا تھا۔ مثال کے طور پر کچھ ایسے نوجوان اور خوش شکل آدمی تھے جن کا کام محض خط و بت کرنا تھا۔ یہ مالدار گھرانوں کی لڑکیوں سے قلمی دوستی کرتے تھے۔ اس قلمی دوستی میں ایک وقت بھی آتا ہے جب تحریری معاشقے چلنے لگتے ہیں۔ گراہم معاشقہ والے خطوط کو بہت احتیاط رکھتا تھا اور جب ان لڑکیوں کی شادی ہوجاتی تھی تو انہیں بلیک میل کیا جانے لگتا تھا۔ انہیں دی جاتی تھی کہ اگر انہوں نے گراہم کے مطالبات پورے نہ کئے تو وہ قابل اعتراض خطوط کے شوہروں تک پہنچادیئے جائیں گے۔"

"ریٹائرڈ ہونے کے بعد میں بھی یہی کروں گا۔ میرے پاس بھی سینکڑوں عشقیہ خطوط ۔" حمید نے کہا۔

”نہیں حمید اتنی بے دردی سے نہ ہنسو.... یہ مسئلہ بڑا دردناک ہے۔ پچیس سال سے پہلے لڑکیوں کو عقل نہیں آتی اور والدین کا یہ عالم ہے کہ وہ ان کی طرف سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ یا پھر ان کے اذہان پر غلط قسم کی مغربیت طاری ہوتی ہے یا پھر وہ اس کے قائل ہوتے ہیں کہ پودوں کے پھیلنے اور بڑھنے کے لئے کھلی ہوا اور روشنی ضروری ہے، مگر مثال برائے مثال ہی ہونی چاہئے! آدمی پودا نہیں ہے۔ پابندیوں ہی میں اس کی نشوونما بہتر طور پر ہو سکتی ہے۔ کیونکہ پابندیوں ہی نے اسے ادنیٰ حیوان سے آدمی بنایا تھا اور پابندیاں ہی اس میں سلامت روی برقرار رکھ سکتی ہیں۔“

”کیا میں پچیس سال سے کم کی لڑکی ہوں۔“ حمید نے جھلا کر پوچھا۔ ”یا والدین ہوں.. جایئے سو جایئے! اور اسے لکھ لیجئے کہ نہ آپ کبھی والد ہو سکیں گے اور نہ.... بھلا لڑکی کیو ہونے لگے.... اچھا ٹاٹا.... مجھے نیند آ رہی ہے۔“

ختم شد